



يَدِي اللَّهِ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ اللَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ

رسالة مسماة به

نهاية السعيا

المرتبعة



بداية الهدى

عن حضرت حجة الاسلام امام غزالي

مترجمة

بموجب تنظيم كميشن - منه علاقة سرकारी نظام

در اسلام آباد

محبوبی واقع حیدر آباد کن میں طبع ہوا





الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ خَيْرِ
وَاللَّهُ وَاصْحَابِهِ مِنْ بَعْدِهِ بِعَدِّهِ بعد حمد و صلوة کے گزارش ہو کر

رسالہ ہدایت الہدایت تصنیف حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی
اس عاجز کے نظر سے گزرا اور اسکے مضامین افا

بے اختیار جی چاہا کہ اسکا ترجمہ بغرض افادہ و نفع عام

اس رسالہ کے دو حصہ ہیں پہلا حصہ عبادات سے متعلق

دوسرا حصہ اخلاق سے۔ عبادات میں جب قدر مسائل بیان

وہ سب مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے موافق ہیں۔ اس

شافعیوں کیلئے یہ ترجمہ بہت ہی سودمند ہوگا۔ اور

کے پیروی کرنیوالوں کے واسطے بھی یہ رسالہ اس واسطے کارآمد ہے کہ
 اس میں اکثر وہ ادعیہ مندرج ہیں جو خاص جناب رسالت مآب صلعم سے
 ماثور ہیں۔ دوسرا حصہ تو عام مضامین اخلاق سے متعلق ہے جو عموماً مفید
 ہی اور یہ حصہ جس قدر دلچسپ ہے اور بآداب و اختصار کے کیسے کیسے مندرج
 ہے ابواب کا اور میں ذکر ہوا اس کا امتیاز ذوق سلیم خود کر سکتا ہے۔ ترجمہ میں نفس
 مضمون کا زیادہ تر خیال رکھا گیا ہے۔ محض لفظی ترجمہ کا چند ان لحاظ نہیں
 کیا گیا۔ اس واسطے کہ لفظی ترجمہ میں اکثر تعقیدات واقع ہو جاتے ہیں جو
 عام طلباء کے لئے مفید نہیں ہے۔ اور بعض جگہ مراقی العبودیہ (شرح مسائل)
 کے مضامین بھی مناسبت مقام کے لحاظ سے کچھ کچھ پڑا دے گئے ہیں فقط
 غلام احمد

آغاز کتاب

جو شخص کہ استحقاق علم کا حریص اور آرزو مند ہو۔ اس کو پہلے ہی اس بات کا
 فیصلہ کر لینا چاہئے کہ تحصیل علم سے اس کا مقصد کیا ہے۔ اگر صرف
 انسانی جنس میں فخر و مبانیات اور امتیاز و خصوصیت کا حاصل کرنا ہے۔ یا
 جرمائع دنیوی پیش نظر ہے۔ تو اس کو یقیناً سمجھ لینا چاہئے کہ وہ خود

آپ اپنے ہلاک نفس اور تخریب دین کے کوشش میں ہیں۔ اور یہہ
 چاہتا ہے کہ عمدہ متاع دین کو فضول بنو دینیوی کے معاوضہ میں بیچ دے
 پس اس قسم کا معاملہ بے سود ہے۔ اور ایسی تجارت بیفایده۔ بلکہ اس قسم
 کی تعلیم کا وبال معلمین پر بھی ہے کہ اونکی ایسی تعلیم جو منجر بہ فساد ہوا بخیر
 بھی اس خسارت میں شریک حال کر دیتی ہے۔ ایسے معلمین کی مثال اس
 شخص کی سی ہے جو رہنمائی کے ناتھہ ہتیار بیچے۔ چنانچہ جناب سالک
 صلعم ارشاد فرماتے ہیں مَنْ أَعَانَ عَلَى مَعْصِيَةٍ وَلَوْ بِشَطَرٍ كَلَّهْ
 كَانْ شَرِيكَالْهُ يَعْنِي جو شخص کہ معصیت پر تائید کرے اگرچہ ایک جز
 لفظ کے ساتھ بھی ہو تو وہ اسکا شریک ہے۔ اور اگر تحصیل علم سے
 یہہ نیت ہو کہ جہل نفسانی دور ہو جائے۔ جہال کی تعلیم و تربیت کیجا
 احیائے دین اور بقائے اسلام میں کوشش کرے۔ جھوٹے نام و
 منو کا خیال نہو۔ الحاصل یہہ خواہش ہو کہ سارا سامان اپنے پروردگار
 کے رضا مندی کا فراہم کرے تو ایسے نیک نیتی کے نیا ج کا کیا کہنا
 اسکی فضایل یہاں تک مروی ہیں کہ جب ایسا شخص تحصیل علم کیلئے
 چلتا ہے تو ملائکہ اس کے پیر کے نیچے اپنے پروردگار کو بچھا دیتے ہیں۔

اور جب تک وہ اس شغل میں مصروف رہتا ہی دریا کے مچھلیاں تک اس کے
 حق میں دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ بہر حال سب سے پہلے اس بات کا
 جاننا ضرور ہے کہ ہدایت جو ثمرہ علم ہی اس کی ایک ابتدا ہی اور ایک انتہا اور
 ایک ظاہر ہو اور ایک باطن اس کی انتہا تک پہنچنا بغیر اس کے ابتدا کے
 استحکام کے محال ہی اور اس کے باطن کا حال معلوم کرنا بدون واقفیت اس کے
 ظاہر کے دشوار ہے۔ اس لئے ہم یہاں ہدایت کے ابتدائی امور کو ذکر کرتے
 ہیں تاکہ ہر شخص ان کے ساتھ اپنے نفس کی آزمائش اور قلب کا استحکام
 کرے۔ اگر کوئی شخص اپنے دل میں ہدایت کے حاصل کرنا چاہتا ہے
 دیکھے۔ اور نفس میں اس کے حاصل کرنے کی قابلیت پادے تو یہ سمجھنا چاہیے
 کہ اس میں مدارج نہایت کمالات کے حصول کی بھی صلاحیت موجود ہے
 اور وہ علوم اسرار لدنی سے بھی حظ وافر حاصل کر سکیگا اگر برخلاف اس کے
 نفس میں تجاہل و تہاہل پایا جاوے اور یہ اقتضائے ہدایت عمل کرنے
 میں لیت و لعل ہو تو سمجھ لے کہ نفس تارہ اس پر اپنا عمل کیا چاہتا ہے اور شیطان
 اس بات کے درپڑ ہے کہ اس کو اپنا مطیع و متقاد بنا لے تاکہ اپنے مکر فریب
 سے قعر ہلاک میں جھونک دیوے اور بعض حصول سعادت کے شہر و

فساد میں مبتلا کر دے۔ یہی نہیں بلکہ اون لوگوں میں شمار ہو جائے جن کے
اعمال بدترین اعمال ہیں۔ اور جسکی سعی و کوشش دنیا میں ضایع گئی ہے اور
اپنی کج فہمی سے یہہ سمجھ ہوے ہیں کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں۔ ایسے۔

لوگوں کے یہاں کیلئے اگر شیطان فضیلت علم اور مراتب علما کو بھی ظاہر
کرتا ہے۔ اور جو کچھ فضائل کا ذکر اخبار و احادیث میں آیا ہو اوسکو ستا تا ہے
مگر باوجود اسکے اس مضمون حدیث کے سمجھنے سے اونکو غافل کہتا ہے کہ
مَنْ اَزْدَادِ عَلَمًا وَلَمْ يَزِدْ دَهْدَيَّ كَمْ يَزِدْ دَمِنَ اللّٰهِ (اَلَا بَعْدًا)
یعنی گو کسی نے بہت کچھ علم بھی حاصل کیا ہو لیکن اوسپر ہدایت کا پرتو نہ پڑا

ہو تو اللہ سے سوائے دوری کے اور کوئی پتھر حاصل نہیں ہے اور نیز
وہ شخص اس مضمون سے نا بلد ہے کہ اَشَدُّ النَّاسِ حَتًّا بِاَيُّومِ الْقِيَامَةِ
عَالِمٌ لَمْ يَنْفَعَهُ اللّٰهُ يَعْلَمُ سَخَتْ تَرَعْدَابِ قِيَامَتِ كَيْ دَن اَوْسِ عِلْمِ
پر ہو گا کہ جسکو علم سے فائدہ نہ پہنچے اور وہ جناب رسالت مآب صلعم کے
اس دعا سے عبرت انگیز سے بھی نا واقف ہی جو آپ اکثر بارگاہ قدس میں
کیا کرتے تھے کہ اے پروردگار پناہ چاہتا ہوں میں ایسے علم سے جو نفع نہ پہنچے

۵ اصل دعا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ قَلْبٍ لَا یُفْہِمُ وَ عَمَلٍ لَا یَرْفَعُ وَ دَعَا

اور اوس دل سے کہ جسمین تیرا ڈرنہ ہو۔ اور ایسے عمل سے کہ جو مدارج عالی
 پر نہ پہنچا سے۔ اور اوس دعا سے جو مقبول نہو۔ اور نیز فرماتے ہیں کہ
 میں نے معراج کی شب ایک ایسی جماعت دیکھی کہ جبکہ ہوٹ مقراض نار
 جہنم سے کٹے ہوئے تھے میں نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو تو اوہوں نے
 کہا کہ ہم وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو نیکی کی ہدایت کرتے رہے مگر خود اوستا
 غافل تھے۔ اور دلوں سے پرہیز کر نیک حکم کرتے تھے حالانکہ ہم خود اوس
 میں مبتلا تھے۔ جبکہ علما کی بوجہ ترک عمل ایسی درد انگیز حالت ہو تو جہلا
 کا خدا ہی حافظ ہو۔ پس انسان کو مواخذہ الہی سے بچنے کے لئے جو کچھ حقاً
 کرنی ہو وہ ظاہر ہو۔ یہاں تک تو حصول علم کی ضرورت کا ذکر تھا۔ اب
 مقاصد علم کا حال سنئے کہ بعض تو صرف حصول رضا الہی اور مرتب
 اخروی کے لحاظ سے تحصیل علم کرتے ہیں جبکہ شمار زمرہ فائزین میں
 اور بعضوں کو دنیوی رجاست و جاہ کا خیال حصول علم کے طرف مائل کرتا
 تاکہ وہ اپنی زندگی کو عمدہ حالت میں بسر کریں جب ایسی نیت ہو جاتی
 ہو تو ایک قسم کی رکاکت اور خست مقصود سے متعلق ہو جاتی ہے جس سے
 ایسے گروہ کی حالت خطرناک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اگر قبل توبہ کے اجل نے

تجیل کی تو سو و خاتمہ کا خوف ہی اور ان لوگوں کے لئے یہ بات بھی شیت
ایزدی سے متعلق ہے کہ فائز یہ تو یہ ہوں۔ اور اعمال نیک کے اختیار
کرنے سے تلافی یافت ہو جائے اور بمصدق التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ
كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ وہ بھی فائزین میں محسوب ہو جائیں۔ تیسرے درجہ
میں وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ظاہر و باطن میں بالکل اغراض نفسانی کی پابندی
کی ہے اور علم کو محض ذریعہ حصول و جاہت اور تفاخر و نیوی کا خیال کیا ہے
اور باوجود اسکے جو علماء کی ہیئت اور لباس اور گفتگو میں اوس کے رسوم
اختیار کئے ہوئے ہیں تو یہ سمجھتے ہیں کہ بارگاہ اقدس میں بھی مرتبت
حاصل ہے۔ درحقیقت یہ لوگ مالکین سے ہیں اس لئے کہ اوسکا یہ خیال
ابہانہ کہ ہم فائزین سے ہیں اوسکو توبہ کرنے سے بھی محروم رکھتا ہے
اور وہ اس آیت کریمہ سے بھی غافل ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ
مَا لَا تَفْعَلُونَ اے ایمان والو ایسے باتیں کیوں کرتے ہو کہ جس پر
تمہارا عمل نہیں ہے اور انہیں لوگوں کے مناسب حال جناب سالما صلعم
ارشاد فرماتے ہیں اَنَا مِنْ غَيْرِ الدَّجَالِ أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ فَقِيلَ وَمَا هُوَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عُلَمَاءُ السُّوءِ يَعْنِي مَجْهَبُ دَجَالِ كَسَايَ سَوَاسِیَ

اور لوگوں سے تمکو مضرت پہنچنے کا زیادہ تر خوف ہی تو صحابہ نے
 عرض کیا کہ یا رسول اللہ دجال کے سوا اے اور کس سے مضرت کا
 اندیشہ ہی تو آپ نے فرمایا کہ عالمان۔ بے عمل سے یعنی وہ جو صرف
 برائے نام عالم کہلاتے ہیں جبکہ علم زبان ہی پر ہی اور دل نور علم
 سے منور نہیں ہی یہ بھی منافقین دین سے ہیں جنہوں نے علم کو
 محض حرفہ کے طور پر حاصل کیا ہی اور انکی غرض فقط دنیا حاصل کرنا
 کیونکہ دجال کا کام تو صرف گمراہ کرنا ہی اور یہ علماء گو زبان سے دنیا
 کے بُرائیاں سننا کر لوگوں کے دل کو اس سے پھراتے ہیں مگر
 زبان حال و اعمال سے اوسمیں پہننے کی ترغیب دلاتے ہیں۔
 اور یہ ظاہر ہی کہ بہ نسبت اقوال کے افعال کو طبعیت میں زیادہ تر
 اثر ہی خاص کر جہاں کو امور دنیا کے جانب جو میلان ہو جاتا ہی
 وہ ایسے ہی علماء کے جرات دلانے سے ہی۔ پس باوجود اسکے
 کہ انکا علم باعث گمراہی عوام الناس ہی کبھی تو یہ حصول جنت کی تمنا
 میں مبتلا ہیں۔ اور کبھی جمع مال کی آرزو انکی دامگیر ہی۔ اور کبھی
 بلحاظ علمیت اس خبط میں بھی مبتلا ہیں کہ ہم اکثر بندگان خدا سے

مشخص و ممتاز ہین۔ لہذا انسان کو چاہئے کہ حتی الامکان فریق ثانی
 (مخاطبین) سے پر حذر رہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ
 توبہ کرنے میں جلدی ہین کرتے اور تعجیل اجل کی وجہ سے اپنی عاقبت
 بگاڑ لیتے ہین اور فریق ثالث (مالکین) میں ہو جانے سے توبہ ہی
 احتراز کرنا لازم ہر کیونکہ اس سے سوائے ہلاکت کے مطلقاً نجات کی
 توقع ہی نہیں ہر۔ بہر حال اب ہم اصل مقصود کے طرف رجوع کرتے ہین
 یعنی بیان کرتے ہین کہ ہدایت ہدایت کیا ہر تاکہ ہر شخص اسکو سمجھے
 اور اسکا تجربہ کرے۔ ہدایت ہدایت ظاہری تقویٰ ہر اور نہایت ہدایت
 باطنی تقویٰ۔ بہر حال سرمایہ نجات انسان تقویٰ ہر۔ اور جو لوگ صفت
 تقویٰ سے متصف ہین وہی فائزین سے ہین۔ تقویٰ امثال اہل
 الکہی اور اجتناب مساہی کو کہتے ہین پس امثال واجتناب کو ظاہری
 تقویٰ سے جہاننگاہ تعلق ہر یعنی اداب طاعات اور اداب ترک
 معاصی اسکا ذکر بطور اختصار کے کیا جاتا ہر اور اسکے ساتھ ہی
 اداب صحبت کا ذکر بھی مناسب ہر تاکہ یہ کتاب جملہ مطالب ضروری
 کی جامع ہو جاوے۔

قسم اول انوار طاعات

اور اسرا الہی کے دو قسم ہیں فرائض اور نوافل فرائض بمنزلہ راس المال اور اصل تجارت کے ہیں اور اس کے ذریعہ سے انسان مہلکات سے نجات پاسکتا ہے اور نفل قائم مقام نفع کے ہے اور وہی مدارج اعلیٰ پر پہنچنے کا ذریعہ ہے پنا سچہ حدیث قدسی میں وارد ہے قَالَ صَلَّ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى مَا تَقَرَّبَ إِلَىَّ امْتَقَرَّبُونَ بِمِثْلِ إِذَا مَا فَرَضْتُ عَلَيْهِمْ وَكَأَيُّ زَالِ الْعَبْدِ يَتَقَرَّبُ إِلَىَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّىٰ أَحَبَّهُ فَإِذَا أَحَبَّهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ وَبَصَرَهُ الَّذِي يَبْصُرُ بِهِ وَلِسَانَهُ الَّذِي يَنْطَقُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا حضرت رسالت مآب فرماتے ہیں کہ جناب بارہی عظم شانہ سے یہ ارشاد ہوتا ہے کہ مقربین بارگاہ قدس نے میرا تقرب اور احکام کے ادا کرنے سے نہیں حاصل کیا ہے جو اوپر فرض کر دئے گئے ہیں بلکہ ہمیشہ بندہ کا تقرب اور اسی نوافل سے زیادہ ہوتا ہے یہاں تک کہ میں اسکو دوست رکھتا ہوں اور جین لوں اسکو دوست رکھتا ہوں تو میں اسکو دوست رکھتا ہوں کہ جسکے ذریعہ سے وہ سستا ہے اور اس کے اگنہ ہو جاتا ہے

جسکے ذریعہ سے وہ دیکھتا ہے۔ اوسکی زبان بجاتا ہوں جس سے وہ
 گفتگو کرتا ہے اوسکا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کسی چیز کو پکڑتا ہے اور
 اوس کے پیر بجاتا ہوں جس کے وسیلہ سے وہ چلتا پھرتا ہے اس درجہ
 تقرب کے حاصل کرنے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ قلب و جوارح سے اوامر
 الہی کے حفظان کی پابندی از صبح تا شام رہے کیونکہ خداوند عالم ظاہر و
 باطن کے حالات سے واقف ہے تمام خطرات اور حرکات و سکنات پر
 اوسکا علم محیط ہے حالات خلوت و جلوت سب اوس پر کھلے ہوئے ہیں قرۃ
 کے سکون و حرکت پر وہ مطلع ہے خیانت چشم اور مخفیات صدور کو وہ جانتا
 ہے کوئی ہید اوس پر پوشیدہ نہیں ہے لہذا چاہئے کہ اجتناب معاصی اور
 حصول ادب طاعات میں کوشش لگی رہے جو ذریعہ حصول تقرب بارگاہ
 ایزدی کا ہے لیکن بہت کا حامل کرنا بغیر تقسیم اوقات اور دوام اور
 وظایف کے محال ہے یعنی وقت بیداری سے وقت استراحت تک
 اوامر الہی کا پابند رہنا لازمی ہے۔

آداب استیقاظ یعنی بیداری

علی الصبح سوئے سے اوتھنے کی عادت کرنی چاہئے اور پہلی جو

واپسی کے وقت سیدنا پاؤں برہنہ سر تن کے پاؤں بیت الخلا میں
 سجانا چاہئے اور ساتھ کوئی ایسی چیز ہونی چاہئے کہ جس پر خدا یا
 اس کے رسول کا نام لکھا ہوا ہو بیت الخلا میں جانیکے وقت یہ دعا
 پڑھے **بِسْمِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الرَّجْسِ الرَّجْسِ الْخَبِثِ الْمَخْبِثِ الشَّيْطَانِ**
الرَّجِيمِ اور واپس نکلنے کے وقت پڑھے **غُفْرَانَكَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ**
الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي مَا كُؤُذِيْ بِيْ وَابْقَىٰ فِيْ مَا يَنْفَعُنِيْ قَضَاے حاجت
 کے وقت کلوخ موجود رکھے قضاے حاجت کے جگہ پانی سے
 استنجا کرے پھر پیشاب کے بعد کہنکارے اور تین دفعہ عضو تناسل
 کو سونت دے اور اس کے نیچے با یا ن ماتہ پہیرے کہ جس سے
 قطرات با قیماذہ خارج ہو جائیں اگر جگہ میں قضاے حاجت
 کی ضرورت ہو تو ایسی جگہ اختیار کرے کہ لوگوں کی آمد و رفت
 نہ ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو کسی چیز کی آڑ کر لے قضاے حاجت کو
 بیٹھنے سے پہلے برہنہ نہو چاند اور سورج کے محاذ می نہ بیٹھے قبلہ
 کے جانب رد و پشت نہ کرے جمع سے پرہیز کرے آب غیر جاری
 میں پیشاب نہ کرے نردار درختوں کے نیچے نہ بیٹھے پتھر اور سخت

۱۔ اگر نام پاک یا توکلا
 ۲۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۳۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۴۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۵۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۶۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۷۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۸۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۹۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا
 ۱۰۔ چھوٹا چھوٹا پتھر یا

زمین اور ہوا کے رخ پر پیشاب نکرے کہ چھٹین نہ اوڑھیں اس کے
متعلق یہ حدیث وارد ہے کہ **إِنَّ عَامَّةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ** اور
جب قضاے حاجت کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کے جانب ذرا
ہٹکا رہے کھڑے ہو کر پیشاب نکرے مگر بضرورت استنجا
پہلے کلوخ سے اور پہر پانی سے افضل ہے اگر اقضاء
مقصود ہو تو صرف پانی پر کفایت کرے۔ اگر کلوخ پر
اقضاء مقصود ہو تو تین پتھر پاک ہون بول اور
سجاست کو اس ترکیب سے پاک کرے کہ سجاست
منتقل نہ ہو قصب کو بڑے پتھر پر تین مختلف جگہ چھوانے سے بھی
طہارت حاصل ہوتی ہے اگر تین پتھر کافی نہ ہو تو پانچ سات یا طاق عدد
جو کچھ ہو لے سکتے ہیں کیونکہ عدد و طاق مستحب ہے استنجا بائیں ہاتھ سے
کرین اور بعد طہارت کے اس دعا کو پڑھے **اللَّهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي مِنَ الْبَغَائِ وَحَصِّنْ**
فَرْجِي مِنَ الْفَوَاحِشِ بعد طہارت کے ہاتھ کو زمین یا دیوار پر رگڑ کر پانی دھو لیا جائے

اداب وضو

قبل از وضو سواک کرین که منہم پاک ہوتا ہی پہ فعل پسندیدہ خدا ہی شیطا

اوس سے بہاگ جاتا ہی ایک وقت مسواک کے ساتھ نماز ادا کرنا
 بلا مسواک کے ستر نماز سے افضل ہی چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
 سے روایت ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَشَقَّ عَلَى
 امْتَنِي لَمْ يَنْقُصْ بِالسَّوَاكِ فِي كُلِّ صَلَاةٍ جَنَابِ رَسَالَتِ نَابِ فَرَمَاتے ہیں
 کہ اگر دشوار نہ ہوتا میری امت پر تو حکم کرتا میں کہ ہر نماز کیلئے مسواک کرین
 وَعَنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ بِالسَّوَاكِ حَتَّى خَشِيتُ أَنْ يَكْتَسِبَ
 عَلَيَّ أَوْ نَزِيرُ ارشاد ہوتا ہے کہ مجھے خداوند عالم کا حکم خاص کر مسواک کے بارہ
 میں اس تاکید کے ساتھ ہوا ہے کہ مجھ کو خوف تھا کہ کہیں فرض نہ ہو جائے
 وضو کے وقت قبہ کے طرف متوجہ ہو کر بلند جگہ بیٹھے تاکہ چہشتین نہ اوڑھیں
 ساتھ دھونیکے قبل اس دعا کو پڑھے۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَذَلِ الشَّيْءِ
 وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونَ پھر تہ تین مرتبہ دہو دے اور کہے
 اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْيَمْنَ وَالْبَرَكَةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشُّعْمِ وَالْهَلَكَةِ
 رفعِ حدیث یا استباحۃ صلوۃ کی نیت کرے مگر نیت سنہ دھونے کے
 قبل کرنی چاہئے پھر تین مرتبہ مضمتہ کرے پانی راس حلقوم تک پہنچایا
 بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو کیونکہ روزہ کی حالت میں اس قدر مبالغہ سے قضا

نیت نماز میں
 اگر مسواک نہ کرے
 نماز صحیح ہے
 اگر مسواک کرے
 نماز صحیح ہے
 اگر مسواک نہ کرے
 نماز صحیح ہے
 اگر مسواک کرے
 نماز صحیح ہے
 اگر مسواک نہ کرے
 نماز صحیح ہے
 اگر مسواک کرے
 نماز صحیح ہے

وَحَاسِبْنِي حِسَابًا يَسِيرًا بِأَيَّانِ هَاتِهِ دِهُونِ كِے وقت یہ پڑ ہے
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ یَسْتِیْلِیْ یَا شَمَالِیْ کِے جگہ
 وَرَاطْهَرِیْ پڑ ہے پھر مسح سر بال استیعاب بطریق معلوم کرے اور اس وقت
 یہ دعا پڑ ہے اَللّٰهُمَّ غَشِّیْ بِرَحْمَتِكَ وَاَنْزِلْ عَلَیْ مِنْ بَرَکَاتِكَ وَاُظْلِمْ
 تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرَتِیْ وَبَشَرَتِیْ
 عَلَی النَّارِ پیر تازہ پانی لیکر کانون کا مسح کرے یا نیطور کہ اندر اور باہر
 سب تر ہو جائے اور انگشت نامی شہادت سے کانون کے اندر مسح کرے
 بیرونی جہت کا مسح سر انگشت سے کیا جاوے اور اس وقت یہ دعا پڑ ہے
 اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ وَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ اَللّٰهُمَّ
 اَسْمَعْ نِدَائِیْ الْجَنَّةِ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْاَبْرَارِ پھر گردن کا مسح بطریق
 معمول کیا جاوے اور اس وقت یہ دعا پڑ ہے اَللّٰهُمَّ فَکَّرْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ
 وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر دونوں پانوں ٹخنوں تک دھو دھو
 اور انگلیوں کا خلال یا نیطور کرے کہ پہلے بائیں ہاتھ کے چھوٹی انگلی سے
 سیدھے پانوں کے انگلیوں میں خلال کرے مگر ابتدا سیدھے پانوں
 کے چھوٹی انگلی سے کیا جاوے اور پھر علی الترتیب خلال کرتے ہوئے

۱۰ پیر تازہ پانی لیکر کانون کا مسح کرے یا نیطور کہ اندر اور باہر
 ۱۱ سب تر ہو جائے اور انگشت نامی شہادت سے کانون کے اندر مسح کرے
 ۱۲ بیرونی جہت کا مسح سر انگشت سے کیا جاوے اور اس وقت یہ دعا پڑ ہے
 ۱۳ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ وَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهُ اَللّٰهُمَّ
 ۱۴ اَسْمَعْ نِدَائِیْ الْجَنَّةِ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْاَبْرَارِ پھر گردن کا مسح بطریق
 ۱۵ معمول کیا جاوے اور اس وقت یہ دعا پڑ ہے اَللّٰهُمَّ فَکَّرْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ
 ۱۶ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر دونوں پانوں ٹخنوں تک دھو دھو
 ۱۷ اور انگلیوں کا خلال یا نیطور کرے کہ پہلے بائیں ہاتھ کے چھوٹی انگلی سے
 ۱۸ سیدھے پانوں کے انگلیوں میں خلال کرے مگر ابتدا سیدھے پانوں
 ۱۹ کے چھوٹی انگلی سے کیا جاوے اور پھر علی الترتیب خلال کرتے ہوئے

یائین پاؤن کے خضر پر ختم کرے۔ انگشت خلال کو نیچے کے طرف سے
 انگلیوں کے بیچ میں پہنچا دے سیدھا پاؤن دھونے کے وقت یہ
 دعا پڑھے **اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ مَعَ أَقْدَامِ عِبَادِكَ**
الصَّالِحِينَ بایں پاؤن دھوتے وقت یہ پڑھے **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ**
أَنْ تَزِلَّ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ فِي النَّارِ يَوْمَ تَزِلُّ أَقْدَامُ الْمُنَاقِبِينَ
وَالْمُشْرِكِينَ پاؤن کے دھونے میں احتیاط یہ ہے کہ نصف ساق
 تک ہو۔ ہر حال ہر ہر عضو پر تین تین مرتبہ پانی پہنچایا جاوے۔ اور
 جب وضو سے فراغت ہو تو آسمان کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا پڑھے
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ
أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ عَمِلْتُ سُوءًا وَظَلَمْتُ نَفْسِي - اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ
إِلَيْكَ فَاعْفِرْ وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي
مِنَ التَّوَّابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَّحِدِينَ وَاجْعَلْنِي مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ
وَاجْعَلْنِي صَبُورًا شَكُورًا وَاجْعَلْنِي أَذْكُرَكَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَاسْتَحْكُ
بِكُرَّةٍ وَأَصِيلًا وَضَمِينًا ان دعاؤں کے پڑھنے سے کل خطیات

مستعلقہ اعضا معاف ہو جاتے ہیں وضو پر مہر ہو جاتی ہے۔ اور عرش کے
 نیچے جگہ دی جاتی ہے کہ ہمیشہ وہ تسبیح و تقدیس میں مصروف رہے ایسے
 وضو کا ثواب قیامت تک لکھا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شخص
 وضو کی وقت ادعیہ مذکورہ پڑھے اور اس کا تمام جسم پاک ہو جاتا ہے ورنہ
 صرف اوس قدر پاک ہوگا جہاں پانی پہنچا ہو۔ **فرائض وضو ہیں**
 منہ اور ناتون کو کہنیوں تک دھونا۔ مسح سر کرنا۔ پائون ٹخنوں تک دھونا
 نیت۔ ترتیب وضو میں سات چیزوں سے احتراز چاہئے (۱) اناہون
 کو نہ جھٹکائیں کہ پانی دُور ہو جاوے۔ (۲) منہ دھونے اور مسح سر
 کیلئے سھوڑا تھوڑا پانی لیکر نہ کہیلے رہیں۔ بلکہ ایک بار دونوں ہاتھ
 سے پانی لیکر منہ بھی دھوے اور مسح بھی کرے (۳) وضو کے
 وقت گفتگو نہ کرے (۴) کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ
 نہ دھویا جائے (۵) حاجت سے زائد پانی صرف نہ کرے۔ اکثر بوجہ
 وسواس اس کا کیا جاتا ہے مگر اوس سے احتراز لازم ہے کہ اہل وسواس کا
 شیطان مضحکہ کرتا ہے۔ اور اس مضحکہ کنندہ شیطان کا نام ولہان ہے

♦ ابلیس کے نوں لڑکے ہیں ہر ایک کا نام اور عمل حسب ذیل ہے (مفقود ہے)

(۶) جو یانی کہ تابش آفتاب سے گرم ہوا اس سے وضو نہ کرے (۷) کالشمہ کے طرف سے بھی وضو کرے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰) **اختر ب** ہوسہ انداز نماز

۲ ولہان مغل طہارۃ

۳ ترلبنور زاء مفتوحہ اور لام مشدودہ سے۔ بیچ و شرابین برائی پیدا کرنے والا جیسے بائین کا جھوٹی قسم کیا ناکل و میزان کا تفرقہ وغیرہ ان سب ابواب کا یہی محرک ہے۔

۴ اعور ترغیب و ہندۃ زنا۔

۵ وسان بواو مفتوحہ و سین مہملہ ساکنہ۔ نیند کا غلبہ اور نماز میں سستی اور سکی ترغیب سے۔

۶ شریفوفیہ دشتہ مصہبتوں اور لڑائیوں میں مبتلا کرنے والا شیطان۔

۷ داسم بال و سین مہملتین۔ زن و شوہر میں جھگڑا و ڈالنے والا۔

۸ مطویم مفتوحہ اور طاء مہملہ سے۔ محوک کذب۔

۹ ابیض پہا بنیا اور اولیا کے خدمت میں رہتا ہے۔ اپنا اس سے محفوظ رہتا ہے

اور ایسا اس سے بچنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اگر اللہ نے بچایا تو خیر و گرنہ

وہ بھی آفت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

آداب غسل

اگر احتلام و جماع سے آدمی مجنب ہو تو غسل کرے آداب غسل یہ ہیں۔
 پہلے دو تون ہاتھ کو تین بار دھو ڈالے۔ نجاست بدن سے دور کرے اور
 وضو کرے مگر پانوں نہانے کے بعد دھوے۔ اس پر چھ سے آٹھ پانوں پر ہو کر
 پہرہ اور سکا زمین پر رکھنا پانی کا ضایع کرنا ہی۔ جب وضو سے فراغت ہو سر پر
 تین بار پانی ڈالے اور رفع حدت خبابت کی نیت۔ کیا ہوا ہو پہرہ سید ہے
 مونڈ ہے پر تین بار۔ اور بائیں مونڈ ہے پر ہی تین بار۔ اور بدن آگے اور
 پیچھے سے تین تین بار ملے۔ اور سر اور دائرہ ہی کے بالوں میں خلخال کرے
 اور بدن کے سلوٹوں میں اور بالوں کی جڑوں میں عام اس سے کہ وہ
 گھنے ہوں یا تھوڑے پانی پہنچا دے۔ وضو کے بعد اپنے ذکر کو چھینے
 سے احتراز کرے کیونکہ اس سے وضو کا اعادہ لازم ہوتا ہے۔ فرائض غسل
 یہ ہیں نیت۔ ازالہ نجاست۔ کمال جسم کا ترک کرنا۔

ادابِ تیمم

اگر پانی دھونڈنے سے بھی میسر نہ آوے یا بیماری یا ورندہ جانور یا حبس کا
 ڈر ہو یا پانی اس قدر ہو کہ صرف تشنگی کے لئے کافی ہو (تشنگی خود کو یا کسی نیک کو)

یا پانی بہ قیمت معمولی نہ ملے یا ایسا زخم ہو کہ پانی کے استعمال سے نسا و عضو کا خوف ہو۔ تو ان سب صورتوں میں اس وقت تیمم جائز ہے۔ جبوقت کہ فرض نماز کا وقت آئے۔ تیمم کیلئے چاہئے کہ ایسی زمین دیکھے جس پر پاؤں اور ہاتھ دھو کر نہ ہوں۔ دو نمازوں کے انگلیاں جوڑ کر ہتھ مارے اور فرض نماز میں ہونے کی نیت کر لے۔ اور اونگو اپنے تمام چہرہ پر پہرا دے۔ غبار کو بالوں کے نیچے پہنچانے میں خواہ وہ تھوڑے ہوں یا بہت وقت نہ اڑتا ہے۔ پہرا انگلی میں اگر انگوٹھی ہو تو نکال دے اور انگلیاں کہلی کہہ کر دوسری ضرب مارے اور ہاتھ کا مسح کہنی تک کرے اگر ایک ضرب کافی نہ ہو تو دوسری ضرب مارے تاکہ کامل مسح ہو جائے پہرا ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے ملے اور انگلیوں کے درمیان خلائ کرے ایک تیمم سے ایک وقت کی فرض نماز اور نوافل جتنے چاہیں پڑھ سکتے ہیں دوسری فرض نماز کے لئے جدید تیمم چاہئے۔

آداب روانگی مسجد

جب طہارت سے فارغ ہو چکے اگر صبح ہو گئی ہو تو صبح کے دو رکعت نماز سنت مکان میں پڑھ لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے

ہونے ایسے ابواب کے لئے مسجد میں داخل ہونے کے بعد بغیر دو رکعت
 مستحب پڑھنے کے نہ بیٹھے اگر طہارت نہ ہو یا تہتہ مسجد کے پڑھنے کا
 ارادہ نہ ہو تو تین مرتبہ دعاء باقیات الصالحات یعنی سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ
 لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (اور بعض کے بعد وَكَافُولٌ وَكَافُولٌ
 إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ بھی زیادہ کرتے ہیں) پڑھے اور بعض کہتے ہیں
 کہ چار بار اور بعض نوں کا قول ہے کہ بے وضو تین بار پڑھے اور وضو
 ہو تو صرف ایک بار اور اگر سنت دو رکعتیں گہرور نہ پڑھی ہوں تو اوہنین
 دو رکعتوں کا پڑھ لینا تہتہ المسجد کے لئے بھی کافی ہے جب یہ دو رکعت
 پڑھ لے تو پھر اعتکاف کی نیت کرے اور یہ دعاء جو جناب رسالتا صلعم
 پڑا کرتے تھے پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ
 تَهْدِيْ بِهَا قَلْبِيْ وَتَجْمَعُ بِهَا شَعْلِيْ وَتَكْمِلُ بِهَا شِعْرِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا
 اَلْفَنِّيْ وَتُصَلِّحُ بِهَا دِيْنِيْ وَتَحْفَظُ بِهَا غَايِبِيْ وَتَرْفَعُ بِهَا شَاهِدِيْ
 وَتَرْزُقُنِيْ بِهَا عَمَلِيْ وَتَبَيِّنُ بِهَا وَجْهِيْ وَتَهْمِيْ بِهَا رَشْدِيْ
 وَتَقْضِيْ لِيْ بِهَا حَاجَتِيْ وَتَقْصِمَنِيْ بِهَا مِنْ كُلِّ سُوْءٍ۔ اَللّٰهُمَّ
 اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِيْمَانًا خَالِصًا دَايِمًا يَّابَسُ قَلْبِيْ وَيَقِينًا صَادِقًا

اس آیت میں تین چیزیں
 ہیں۔ پہلی یہ کہ اگر
 کوئی شخص مسجد میں
 داخل ہو تو تین مرتبہ
 دعاء باقیات الصالحات
 پڑھے۔ دوسری یہ کہ
 اگر کوئی شخص وضو
 نہ کرے تو تین مرتبہ
 دعاء باقیات الصالحات
 پڑھے۔ تیسری یہ کہ
 اگر کوئی شخص وضو
 کرے تو صرف ایک بار
 دعاء باقیات الصالحات
 پڑھے۔ اور اگر سنت
 دو رکعتیں گہرور نہ
 پڑھی ہوں تو اوہنین
 دو رکعتوں کا پڑھ لینا
 تہتہ المسجد کے لئے
 بھی کافی ہے۔

حَتَّى اعْلَمَ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَنِي إِلَّا مَا كُتِبَتْهُ عَلَيَّ وَرَضِيَنِي
بِمَا قَسَمْتَهُ لِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ لَشْرَإِنَّمَا صَادِقًا وَبَقِينًا
لَيْسَ بَعْدَهُ كُفْرٌ وَأَسْأَلُكَ رَحْمَةً أُنَالُ بِهَا شَرَفَ كَرَامَتِكَ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْفَوْزَ
عِنْدَ الْمَلَقَاءِ وَالصَّبْرَ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَمَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ
وَعِيشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَى الْأَعْدَاءِ وَمُرَافَقَةَ
الْأَنْبِيَاءِ اللَّهُمَّ إِنِّي أُنْزِلُ بِكَ حَاجَتِي وَإِنْ ضَعُفَ
رَأْيِي وَقَصُرَ عَمَلِي وَافْتَقَرْتُ إِلَى رَحْمَتِكَ فَاسْأَلُكَ
يَا قَاهُ الْأُمُورِ يَا شَافِيَ الصُّدُورِ كَمَا تُجِيرُنِي
الْبُحُورُ أَنْ تُجِيرَنِي مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ وَمِنْ فِتْنَةِ
الْقُبُورِ وَمِنْ دَعْوَةِ الثُّبُورِ اللَّهُمَّ مَا قَصُرَ عَنْهُ
رَأْيِي وَضَعُفَ عَنْهُ عَمَلِي وَلَمْ تَبْلُغْهُ نِيَّتِي وَأُمْنِيَّتِي
مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهُ أَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ أَوْ خَيْرٍ أَنْتَ
مُعْطِيهِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَإِنِّي أَرْغَبُ إِلَيْكَ فِيهِ
وَأَسْأَلُكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِينَ

[illegible]

وَنُورًا فِي بُشْرَى وَنُورًا فِي كَفَى وَنُورًا فِي دُمَى وَنُورًا فِي عِظَامِي
وَنُورًا مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ وَنُورًا مِنْ خَلْفِي وَنُورًا عَنْ شِمَالِي وَنُورًا
مِنْ قُدُوبِي وَنُورًا مِنْ قَعْتِي اللَّهُمَّ نَزِدْ بِي نُورًا وَاعْظِمْنِي نُورًا
وَاجْعَلْ لِي نُورًا بِحَمْدِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ اس کے بعد فرض
نماز کے پڑھنے تک ذکر اور تسبیح اور قرأت میں مشغول رہے اس اثنا
میں جب سوزن اذان شروع کرے تو اس کا جواب دے یعنی
اگر وہ اللہ اکبر کہے تو آپ بھی اللہ اکبر کہے اسی طرح ہر ایک کلمہ
مگر حیتین میں یعنی جب وہ کہے حمز علی الصلوۃ وحی علی الفلاح تو
لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے اور بحجاب الصلوۃ
خیر من النوم کے کہے صدقت وبررت وانا علی ذلک من
الشاہدین کہے قامت میں بھی اس طرح کہنا چاہئے مگر قد قامت
الصلوۃ کے جواب میں اقامہا اللہ وادامہا مادامت السموات
والارض کہے اور جب جوابات سوزن سے فراغت ہو تو یہ دعا
پڑھے اللَّهُمَّ اِنِّي اسْتَلْكَ عِنْدَ حُضُورِ صَلَواتِكَ وَاصْوَاتِ
دُعَائِكَ وَادْبَارِ لَيْلِكَ وَاقْبَالِ نَهَارِكَ اَنْ تُوْنِي حَمْدَكَ

کے بعد تسبیح و ذکر اور قرأت میں مشغول رہے اس اثنا میں جب سوزن اذان شروع کرے تو اس کا جواب دے یعنی اگر وہ اللہ اکبر کہے تو آپ بھی اللہ اکبر کہے اسی طرح ہر ایک کلمہ مگر حیتین میں یعنی جب وہ کہے حمز علی الصلوۃ وحی علی الفلاح تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کہے اور بحجاب الصلوۃ خیر من النوم کے کہے صدقت وبررت وانا علی ذلک من الشاہدین کہے قامت میں بھی اس طرح کہنا چاہئے مگر قد قامت الصلوۃ کے جواب میں اقامہا اللہ وادامہا مادامت السموات والارض کہے اور جب جوابات سوزن سے فراغت ہو تو یہ دعا پڑھے اللَّهُمَّ اِنِّي اسْتَلْكَ عِنْدَ حُضُورِ صَلَواتِكَ وَاصْوَاتِ دُعَائِكَ وَادْبَارِ لَيْلِكَ وَاقْبَالِ نَهَارِكَ اَنْ تُوْنِي حَمْدَكَ

علی وسید ارضیت
 اور روح عالی ارتکار
 درویش نظام محمود بیگ کا
 درجہ پنہا اور توفیق
 سے انجا و مستند
 سر محمد ابراہیم علی بابا
 علی بابا کو بیگ
 ملاحت سے بہارستان
 ذات سے ہر دو لانی
 تیرے ہی طرف سے
 ہے فائدہ دے گا اور حق فرست

ان الوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثَهُ الْمَقَامَ
 الْحَمْدُ الَّذِي وَعَدْتُهُ إِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِيعَةَ يَا أَرْحَمَ
 الرَّاحِمِينَ۔ اگر حالت نماز میں اذان کی آواز آوے تو پہلے نماز
 تمام کرے اور پھر اسے جواب کے طرف مشغول ہو۔ اگر نماز یا ہمت
 ہو تو مجرد و تکبیر تحریمہ امام کے مشغول با قضا ہو اور بعد اتمام نماز کے یہ دعا
 پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ
 اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوذُ السَّلَامُ فَخَيَّرْنَا
 رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخَلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ
 وَالْاِكْرَامِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ
 لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
 يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ
 شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا اِلَهَ اِلَّا اللهُ اَهْلُ النِّعْمَةِ وَالْفَضْلِ وَالشَّانِ
 الْحَسَنِ اِلَهَ اِلَّا اللهُ وَلَا تَقْبُدُ اِلَّا اَيَّاهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ
 وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ۔ بعد اسکے دعائی جامع الکلم یعنی
 وہ دعا پڑھے جو جناب رسالت مآب صلعم نے حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

۲۹
 فارسی میں ہے کہ یہ دعا
 اگر اللہ تعالیٰ عطا فرمائے
 تو ہر شے میں سے بہترین
 اور سب سے زیادہ افضل و
 شریف ہے۔ یہ دعا سب سے
 زیادہ اہم اور سب سے
 بیشک ہے۔ اس کی عبادت
 کرنا سب سے زیادہ
 نفع دینے والی ہے۔ اگر
 یہ دعا پڑھیں تو
 ہر شے میں سے بہترین
 اور سب سے زیادہ افضل و
 شریف ہے۔ یہ دعا سب سے
 زیادہ اہم اور سب سے
 بیشک ہے۔ اس کی عبادت
 کرنا سب سے زیادہ
 نفع دینے والی ہے۔ اگر
 یہ دعا پڑھیں تو

الْأَمْرِ بِدِكَ لَا بِيَدِ غَيْرِكَ وَأَصْبَحْتُ مُرْتَمِنًا لِعَلِّي فَلَا فِقْرَ
 أَفْقَرُ مِنِّي إِلَيْكَ وَلَا غِنًى أَغْنَىٰ مِنْكَ عَنِّي اللَّهُمَّ لَا تَسْتَمِ
 بِي عَدُوِّي وَلَا تَشُوْبِي صَدِيقِي وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتِي فِي دِينِي وَ
 لَا تَجْعَلْ الدُّنْيَا آخِرَ هَمِّي وَلَا مُبْلَغَ عَلَيَّ وَلَا تَسْلِطْ
 عَلَيَّ بِذَنْبِي مَنْ لَا يَرْحَمُنِي۔ اس کے بعد دعوات شہورہ
 جو میسر ہو پڑے بہر حال نماز صبح پڑھنے کے بعد طلوع آفتاب تک
 اوقات چار کاموں کے لئے منقسم ہوں اس ترتیب سے۔
 وظیفہ دعوات۔ وظیفہ اذکار و تسبیحات۔ وظیفہ قرات قرآن
 وظیفہ تفکر۔ وظیفہ تفکر میں جن باتوں کا خیال ضرور ہے وہ
 یہ ہیں۔ ذنوب۔ خطیئات۔ قصور عبادت۔ خوف عذاب
 تضييع اوقات۔ تدارک مافات۔ تاکہ کوئی برائی سرزد نہ ہو۔
 ممکنہ کے ادا کرنے کا خیال رہے۔ اور اوس میں بھی انفسلیت
 کا لحاظ ہو۔ اور نیز قرب اجل اور امید دن کو کاٹنے والی موت
 کو نہ بہولے۔ یہ بھی پیش نظر رہے کہ قریب تر سب اختیار
 سلب ہو جائینگے نہ طول امید سے سوائے حسرت و ندامت کے

کام ترسے اور میں ہے
 اور دوسرے کے لئے میں
 نہیں ہے اور میں اپنے
 ہمسایوں ترسے میں ہے زیادہ
 کوئی غنا نہیں ہے اور مجھے
 زیادہ ترسے یا کسی نہیں ہے
 انہی تمام اعدائے میں سے
 اور میرے دوستوں کو میرے
 دوسرے سے نہ پہچانے کہ
 دین میں مصیبت زدہ نہ کر
 اور دنیا کو میرا مقصد و اعظم
 میرے علم کا انتہائی غایت بنا
 اور میرے لئے کہ دوسرے
 اپنے خیر و خیر غالب ہونے
 و غیر ترسے ۱۱

۹ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

۱۰ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ

وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔ ہر ایک دعا کو سو مرتبہ یا ستر یا اقل مرتبہ دس بار

پڑھے قبل طلوع آفتاب کے سکوت اولیٰ ہے۔ حدیث شریف میں ہے

کہ ان اذکار کا ورد آٹھ برسوں (اولاد اسمعیل علیہ السلام سے)

آزاد کرنے سے افضل ہے۔

ذکر اون آداب کا جو طلوع آفتاب سے زوال تک لازمی ہیں

بعد طلوع کے جبکہ آفتاب بقدر یک نیزہ کے بلند ہو تو دو رکعت نماز

پڑھیں۔ مگر احتیاط یہ ہے کہ کراہت کا وقت زایل ہو جاوے۔ کیونکہ

فرض نماز صبح کے متصل کسی اور قسم کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ جب آفتاب

بلند ہوا در چوتھائی دن نکل آئے تو نماز ضحیٰ پڑھے۔ چار یا چھ۔ یا آٹھ رکعت

مگر دو گانہ دو گانہ ادا کرے۔ بہر کیف چونکہ نماز عمل نیک ہے اس میں

کمی و زیادتی اپنی اپنی ہمت اور مرضی پر موقوف ہے۔ طلوع آفتاب

سے زوال تک سوائے نماز مذکورہ کے اور کوئی نماز نہیں ہے

ان سب عبادتوں کے بعد جو وقت بچ رہے اس کی تقسیم حسب تفصیل ذیل جائے

۱۔ اذکار
۲۔ ذکر
۳۔ دعا
۴۔ تسبیح
۵۔ تہجد
۶۔ نماز
۷۔ روزه
۸۔ زکوٰۃ
۹۔ حج
۱۰۔ عمرہ
۱۱۔ صدقہ
۱۲۔ صیام
۱۳۔ زکوٰۃ
۱۴۔ حج
۱۵۔ عمرہ
۱۶۔ صدقہ
۱۷۔ صیام
۱۸۔ زکوٰۃ
۱۹۔ حج
۲۰۔ عمرہ
۲۱۔ صدقہ
۲۲۔ صیام
۲۳۔ زکوٰۃ
۲۴۔ حج
۲۵۔ عمرہ
۲۶۔ صدقہ
۲۷۔ صیام
۲۸۔ زکوٰۃ
۲۹۔ حج
۳۰۔ عمرہ
۳۱۔ صدقہ
۳۲۔ صیام
۳۳۔ زکوٰۃ
۳۴۔ حج
۳۵۔ عمرہ
۳۶۔ صدقہ
۳۷۔ صیام
۳۸۔ زکوٰۃ
۳۹۔ حج
۴۰۔ عمرہ
۴۱۔ صدقہ
۴۲۔ صیام
۴۳۔ زکوٰۃ
۴۴۔ حج
۴۵۔ عمرہ
۴۶۔ صدقہ
۴۷۔ صیام
۴۸۔ زکوٰۃ
۴۹۔ حج
۵۰۔ عمرہ
۵۱۔ صدقہ
۵۲۔ صیام
۵۳۔ زکوٰۃ
۵۴۔ حج
۵۵۔ عمرہ
۵۶۔ صدقہ
۵۷۔ صیام
۵۸۔ زکوٰۃ
۵۹۔ حج
۶۰۔ عمرہ
۶۱۔ صدقہ
۶۲۔ صیام
۶۳۔ زکوٰۃ
۶۴۔ حج
۶۵۔ عمرہ
۶۶۔ صدقہ
۶۷۔ صیام
۶۸۔ زکوٰۃ
۶۹۔ حج
۷۰۔ عمرہ
۷۱۔ صدقہ
۷۲۔ صیام
۷۳۔ زکوٰۃ
۷۴۔ حج
۷۵۔ عمرہ
۷۶۔ صدقہ
۷۷۔ صیام
۷۸۔ زکوٰۃ
۷۹۔ حج
۸۰۔ عمرہ
۸۱۔ صدقہ
۸۲۔ صیام
۸۳۔ زکوٰۃ
۸۴۔ حج
۸۵۔ عمرہ
۸۶۔ صدقہ
۸۷۔ صیام
۸۸۔ زکوٰۃ
۸۹۔ حج
۹۰۔ عمرہ
۹۱۔ صدقہ
۹۲۔ صیام
۹۳۔ زکوٰۃ
۹۴۔ حج
۹۵۔ عمرہ
۹۶۔ صدقہ
۹۷۔ صیام
۹۸۔ زکوٰۃ
۹۹۔ حج
۱۰۰۔ عمرہ

طرح ہونی چاہئے۔

یا تو وہ وقت طلب علم دین میں صرف ہو کہ بیکار وقت کا ضائع کرنا محض فضول ہے۔ علم دین وہی ہے کہ جس سے خدا کا خوف زاید ہو۔ اور عیوب ذاتی پر اطلاع ہو۔ خداوند عالم کی عبادت کی خواہش پیدا ہو۔ دنیا کی غیبت گھٹے آخرت کا لگاؤ بڑھے۔ کردار بد سے ڈرنا رہے۔ مکر و کید شیطانی سے خائف ہو کیونکہ اسکا مکر اور علماء کو خدا کے غضب میں مبتلا کر دیا کہ جنکا ظاہر و باطن یکساں نہیں ہے۔ اور جو محض گندم نما اور جو فروش ہیں یعنی وہ جو دنیا کے مقابلہ میں دین کی کچھ بھی حقیقت نہیں سمجھتے بلکہ علم کو ایک عمدہ ذریعہ حصول اموال سلاطین اور اوقاف سیامی و مساکین کا خیال کرتے ہیں اور اپنے تمام اوقات عزیز کو طلب جاہ و مہابت دنیوی یا فضول مجادلہ اور منافقہ میں صرف کر دیتے ہیں جو وقت کہ تعلیم سے بچ رہے وہ کتب فقہ کے مطالعہ میں صرف کرنے چاہئے کیونکہ اس سے عبادات اور خصوصیات خلق کے جانچ کا ایک عمدہ ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور ایسے عجیب و غریب مسائل معلوم ہوتے ہیں کہ جو انسانی معاشرت کے لئے بہت ہی کارآمد ہیں یہی علم حق و باطل کے

امتیاز کا معیار ہے اور انصاف کا ترازو مگر اس علم کا حصول بھی بعد فراغ اون علوم کے ہی جو منجملہ فرض کفایہ میں جیسے علم طب وغیرہ۔

فائدہ اور ادا ذکر مذکورہ بالا کے تو غل میں اگر کسی قدر طبیعت

پر بوجہ معلوم ہو اور رغبت کم پائی جائے تو سمجھ لو کہ شیطان کا دخل دل

میں ہو گیا۔ اور ہلاکت کا وقت آ گیا پس اس سے ضرور بچو کیونکہ شیطان

جب ایسی غفلت میں انسان کو مبتلا دیکھتا ہے تو پہر خود ہی اس کے

حال پر ہنسا کرتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر تحصیل علوم نافعہ میں دلچسپی ہو

کس دکالت عاید حال نہونیت بھی محض خیر ہو یعنی یہ کہ اعمال و اقوال

سے احیاء احکام دین کی کوشش کی جائیگی تو یہ ہر قسم کے نوافل

عبادات سے افضل ہے اگر نیت میں فتور ہو۔ اور تحصیل علم حصول

غزور کا ذریعہ ہو جاوے جیسا کہ اکثر جہاں میں یہ صفت پائی جاتی ہے

تو ایسا علم باعث منزلت اقدام ہے۔

۲ اگر تحصیل علم نافع کی قدرت نہ ہو اور ذکر و تسبیح و قرأت قرآن

اور نماز میں مشغول ہو تو یہ درجہ بھی عابدین کا اور سیرت صالحین کی

ہی کہ اس سے بھی نجات پاسکتا ہے۔

۴ اگر اس سے بھی فرصت ہو تو اون ابواب کے طرف متوجہ
 ہونی چاہئے کہ جس سے عامہ مومنین کو فائدہ اور سرت پہونچے
 اور اعمال صالحین میں تائید ہو۔ جیسے فقہاء اور صوفیائے کرام کے
 خدمت۔ بیمار پرسی۔ تیمار داری۔ سکینوں کا کہلانا۔ مشابحت جٹا
 کہ ایسے کام ادا سے نوافل سے افضل ہیں۔

۴ اگر اشتغال امور متذکرہ بالا کی توفیق ہو تو اپنے اہل و عیال
 کے نفقہ کے حصول کی ہی کوشش کرے کہ وہ بھی عبادت ہے
 اور تا بہ اسکان مسلمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے کہ یہ اصحاب
 یمن کا درجہ ہے اور اقل مدارج دین سے ہے۔ اب اون ابواب کا
 ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے کہ جس سے احتراز واجب ہے کہ وہ شیطان
 کے مرغوب الیہ ہیں الحیا ذی اللہ۔ ایسے افعال کا ارتکاب کہ جس سے
 دین کی بربادی ہو۔ مخلوق کو ایذا پہونچانا کہ یہ مالکین کی صفت ہے
 اور بدترین اعمال سے ہے۔ بہر کیف بلحاظ مدارج امور دینی کے
 انسان کی حالت تین قسم پر ہے۔

۱ سالم وہ جو صرف ادا سے فراہض اور ترک محاصی پر اکتفا کر

۲ راج۔ کہ جو اداسے نوافل پر بھی قادر ہو۔

۳ خاسر۔ وہ جو اداسے امور متذکرہ بالا سے مقصر ہو۔

پس انسان کو چاہئے کہ حتی الامکان راج ہو نیکی کو مشتش کرے۔ بھرن
اگر اس درجہ پر نہ پہنچے تو سالم تو ہو۔ لیکن معاذ اللہ خاسر نہو جائے۔
اور نیز بمقابلہ سایر عباد کے انسان کی حالت تین قسم پر ہے۔

۱ بندگانِ خدا کے حصول اغراض میں بدل ساعی ہو۔ اور اون کے

اسبابِ بستر کے متیا کر دینے میں کوتاہی کرے۔ یہ درجہ ملائکہ
کرام البرہ کا ہے۔

۲ اقل درجہ، اقل درجہ کہ مر از خیر تو اسید نیست شرور

یہ درجہ بہایم و جمادات کا ہے۔

۳ عقارب و سباع کا درجہ ہی یعنی نیش و عقرب نہ در پی

کینست۔ مقتضای طبیعتش نیست۔ بہر حال اگر درجہ ملائکہ تک عروج

نکرے تو درجہ بہایم و جمادات سے بھی گذر جائے۔ اس بیان سے

یہ ثابت ہو چکا کہ وقت یا تو امور معاش کے حاصل کرنے میں صرف

کیا جائے یا معاد کے اگر امور معاش میں تو غل ہو تو نیت تائید امور

معاذ کی بھی ضرور ہے۔ اگر لوگوں کے میل جول کے ساتھ امور دین کی حفاظت معرض خطر میں ہو تو عزلت بہتر ہے۔ عزلت میں بھی اگر وسوسے بچھا پنچوڑے اور درد و تلافی سے بھی اوس کے دفع کرنے پر قادر نہ ہو سکے تو ایسے عزلت و بیداری سے نوم اولیٰ ہے۔

آداب نماز

نماز ظہر کے لئے زوال سے پہلے آنا وہ رہنا چاہئے نماز تہجد وغیرہ کے لئے جگنے کی عادت ہو تو قیلولہ مناسب ہی بشرطیکہ زوال کے پہلے فارغ ہو جائے۔ قیلولہ شل سحر کے ہی یعنی جیسا کہ سحر کرنے سے روزہ میں مدد ملتی ہی ایسا ہی قیلولہ سے عبادت شب میں تائید ہوتی ہے بغیر عبادت شب کے قیلولہ کرنا گویا سحر کر کے روزہ نہ کرنا ہے پھر حال اگر قیلولہ کیا گیا ہو تو زوال کے قبل اوٹھ کر وضو کرے اور مسجد میں داخل ہو کر نماز تہجد پڑھے اور بمجراذان کے چار رکعت نماز ادا کرے۔ جناب رسالت مآب صلم اس نماز کو طول قراوت کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ اور یہ ارشاد ہوا کرتا تھا کہ اس وقت آسمان کے دروازہ کھلے جاتے ہیں۔ میں دوست رکھتا ہوں کہ اس وقت اعمال نیک

کا صعد ہو۔ یہ چار رکعت سنت موکدہ ہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے یہ چار رکعت پڑھا اور رکوع و سجود کو اچھی طرح سے ادا کیا تو ستر ہزار فرشتے اس کے نماز میں شریک ہوتے ہیں اور شام تک دعا و مغفرت کرتے رہتے ہیں پھر امام کے ساتھ چار رکعت فرض پڑھے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ۔ بعد فراغت نماز کے عصر تک ادا ہی امور مفصلہ ذیل میں مشغول رہے۔ ۱۔ تعلیم و تعلم ۲۔ انعام سلمان ۳۔ قرات قرآن ۴۔ تحصیل معاش بہ نیت تائید دین۔ پھر قبل عصر چار رکعت سنت پڑھے۔ (اس کے موکدہ و غیر موکدہ ہونے میں اختلاف ہے) مگر اس سنت کے بہت بڑے فضائل ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللَّهُ إِمْرًا صَبَّ أَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ فَرَمَا سِرَّ دُرَّ كَانَتْ عَلَيْهِ أَفْضَلُ الْمَسْكُونَةِ وَالتَّحِيَّاتِ مَنْ لَمْ يَكُنْ رَحِمَ اللَّهُ أَوْ مِنْ شَخْصٍ بِرَكَهُ جَسَدُهُ عَصَرَ كَقَبْلِ چار رکعت نماز پڑھا پس ضرور ہے کہ اس دعا میں شریک ہونے کی کوشش کی جائے۔ عصر کے بعد مغرب تک اپنے اوقات کی حفاظت آدمی ترتیب سے کرے جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اذکار کا وقت ضائع نہ ہو

یہی قاعدہ حفظ اوقات شبانہ روز کا ہے مگر عمدہ ترتیب حفظ اوقات کی یہ ہے کہ ہر وقت کے لئے ایک خاص شغل مقرر ہو کہ اس سے تجاوز نہ کرنے پائے۔ اگر اس قسم کا التزام رہے تو وقت کی بہت معلوم ہو سکتی ہے اگر حفظ اوقات کا خیال ہو اور مہل اوقات مثل عبادت کے (کہ جنکو اپنے وقت کی قدر و قیمت ہی نہیں ہوتی) صرف ہر روز تو بڑی حسرت و ندامت کی بات ہے۔ کیونکہ عمر اس المال ہے اس کا ہر لحظہ حفاظت کے لائق ہے۔ بجز تحفظ اوقات کے نعیم دار الابد کے حصول کا کوئی غمدہ ذرا پیہ نہیں ہے۔ ہر لحظہ ایک چھوٹے بہار ہے کہ جسکا بدل نہیں۔ اگر رائیگان کہو دیا جائے تو پھر اسکا ملنا دشوار ہے پس مثل احمقوں کے طلب جاہ و مال دنیوی میں اپنی اوقات کو صنایع کرنا یہ تو فی مین داخل ہے۔ سب سے بہتر ذریعہ حفظ اوقات کا یہ ہے کہ ازدیاد علم و عمل صالح میں صرف ہو۔ یہ دونوں ایسے رفیق ہیں کہ کبھی انسان کا ساتھ نہیں چھوڑتے بخلاف اہل دنیا اور احباب دماں کے کہ جن سے یہ مجر و قبض روح کے مفارقت ہو جاتی ہے مگر علم و عمل کا ساتھ نہیں چھوڑتا۔ اہل جب آفتاب مایل بہ زردی ہو تو

نماز مغرب کا تہیہ شروع کیا جاوے۔ مسجد میں داخل ہو کر تسبیح و تحلیل
 میں مشغول رہے کیونکہ یہ وقت بھی مثل وقت صبح کے فضیلت
 رکھتا ہے۔ یعنی اسی آیہ کریمہ **وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ**
قَبْلَ غُرُوبِهَا اور قبل غروب آفتاب کے سورہ **وَالشَّمْسُ** اور **وَاللَّيْلُ**
 اور معوذتین پڑھا کرے۔ بہر حال غروب آفتاب تک استغفار میں
 مشغول رہے۔ جب اذان کہی جاوے تو جواب اذان کے
 بعد یہ دعا پڑھے **اللَّهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِمْدًا قَبَالَ لِبَدِّكَ وَاِدْبَارَ**
نَهَارِكَ وَحُضُورَ صَلَاحِ تَاْمُ خَوَاصَاتِ دُعَايِكَ اَنْ تَوْقِیْ
مُحَمَّدَ بْنَ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَالذَّرَجَةَ الرَّقِیْعَةَ وَابْعَثْهُ
اَلْمَقَامَ الْمَحْمُودَ الَّذِیْ وَعَدْتَهُ اِنَّكَ لَا تَخْلِفُ الْمِیْعَادَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ
 پھر نماز فرض پڑھے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ اسکے
 بعد چار رکعت سنت اوّابین طول قیام کے ساتھ پڑھے۔ اگر ممکن
 ہو تو نماز عشا تک اعتکاف کی نیت کیجاوے۔ قرآن و نماز پڑھتے
 ہوئے عشا تک وقت صرف کرنا بیحد فضایل کا باعث ہے (صلوٰۃ
 اوّابین کو ناشیۃ الیل بھی کہتے ہیں کہ جسکی فضیلت کلام باری

۱۔ اور تسبیح کر اپنے پیو درگاہ
 کی حمد کے طلوع و غروب
 آفتاب کے قبل ۱۲
 ۲۔ ایجا سوال کرنا جو بن
 چھپتے شب کے آگے کے وقت اور
 دن کے عشا کے وقت اور نماز
 کی وقت تل آواز اذان اگر گون کے
 جو تیری بارگاہ میں دعا کرتے
 ہیں یہ کہ کشتی محمد کر سبیل اور
 فضیلت اور درجہ عالی اور عطا
 اور کو مقام محمد و جلال تو نے
 وعدہ کیا ہے اور تو خلاف
 وعدہ نہیں کرنا اور ارحم الراحمین ۱۱

غراسہ میں وارد ہوا کہ نَاسِئَةُ اللَّیْلِ هِيَ اَشَدُّ وُطْأً وَاَقْوَمُ قَبِيلاً
 سرور کائنات علیہ افضل التَّحیات سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے
 پوچھا کہ یا رسول اللہ آئیہ کریمۃ تجانی اجنوبہم عَنِ الْمُصَاحِح کے معنی
 ارشاد فرمائے تو آپ نے کہا کہ یہ وہی نماز ہے جو ما بین عشا
 اور مغرب کے پڑھی جاتی ہے کہ جس سے تمام دن کے لغویات
 محو ہو جاتے ہیں اور وقت مابعد کی حفاظت ہوتی ہے (جب عشا
 کا وقت ہو تو قبل فرض کے چار رکعت نماز پڑھے اذان و اقامت
 کے درمیان وقت کی حفاظت ہو حدیث شریف میں وارد ہے
 کہ اذان اور اقامت کے درمیان جو دعا کی جائے رد نہیں ہوتی
 پہر نماز فرض پڑھے اور بعد فرض کے دو رکعت سنت موکدہ
 ان دو رکعت میں سورہ الم سجدہ - تبارک الملک - یاسین شریف
 یا سورہ دخان پڑھے کہ آنحضرت صلعم سے اس طرح مروی ہے
 پہر چار رکعت مستحب پڑھے کہ حدیث شریف میں اسکی بہت بڑی
 فضیلت مذکور ہے۔ پہر نماز وتر کے تین رکعت پڑھے۔ خواہ ایک
 سلام سے یا دو سلام سے اکثر جناب رسالت مآب صلعم اس نماز

میں سورہ سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى۔ قل یا ایہا الکافرون۔ اخلاص
معوذتین۔ پڑھا کرتے تھے۔ اگر قیام لیل کا غم ہو تو وتر کو سب کے
آخر پڑھے اسکے بعد سوائے مذاکرہ علم و مطالعہ کتب کے دوسرے
لہو و لعب میں مشغول نہ ہو۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے
کہ انما الاعمال بالخوانم یعنی اعمال میں امور عواقب کا اعتبار ہی
اسمین کسی بُرائی کا شریک ہو جانا اچھا نہیں ہے۔

آداب نوم

سو بننے کے لئے بچھونا ایسی ترکیب سے بچھایا جائے کہ جس پر رو
بقبیلہ سونا ممکن ہو۔ دہنی بازو ایسا سوئے جیسا کہ میت کو لحد میں
لٹایا کرتے ہیں۔ اور یہ بات پیش نظر رہے کہ نوم مثل موت کے
ہو اور بیداری مانند بعث کے ممکن ہے کہ حالت نوم میں روح قبض
ہو جائے لہذا مشتاق لقاءے جہاں کبریا غراسمہ کو چاہئے کہ با وضو
آرام کرے جو کچھ وصیت ہو لکھ کر سر ہانے رکھے۔ گناہوں سے
توبہ کرے اور یہ غم بالجزم ہو کہ پہر گناہ کا ارتکاب ہوگا۔ تمام نمازوں
کے ساتھ نیکی کا خیال رکھے اور یہ سمجھے کہ قریب تر لحد میں ایسا ہی

تہنا سونا ہی کہ جہان سوائے اعمال کے کوئی ساتھ نہ ہوگا اور ثواب بغیر
 سعی و کوشش کے نہ ملے گا اور بہ تکلیف نیند کو اپنے پرطاری کر لیا نہ چاہئے
 کیونکہ نیند کیا ہے حیات کو معطل کرنا ہے الا اس صورت میں کہ جانے
 سے صحت میں خلل آتا ہو کہ اس حالت میں صونا سلامتی دین کا ذریعہ
 ہے رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں انہیں سے رات دن اٹھ
 گھنٹوں سے زیادہ نہ سونا چاہئے یہ بھی کچھ کم ہنہیں ہے کیونکہ کوئی
 شخص ساٹھ برس زندہ رہا تو اس میں سے بیس برس سونے میں
 گئے جو اس کی عمر کا تیسرا حصہ ہے سونے کے وقت سر مانے سوا
 اور وضو کیلئے پانی مہیا رہے۔ قیام لیل کا عزم بھی ہو یا قبل صبح
 کے اٹھے آدھی رات کو دو رکعت نماز کا پڑھنا ایک ایسے خزانہ
 خیر کا جمع کرنا ہے جو کمال احتیاج کی وقت (یعنی قبرین) کام دیگا
 کہ جہان دنیا کا سب مال بیکار ہو جاتا ہے۔ سونے کی وقت یہ
 دعا پڑھے بِاسْمِکَ رَبِّی وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَبِاسْمِکَ اَرْفَعُہٗ فَاَغْفِرْ لِی
 ذَنْبِی اللّٰهُمَّ قِنِّی عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ اللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ اَحْیَا
 وَاَمُوْتُ اَعُوْذُ بِکَ اللّٰهُمَّ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ

ان باتیں نہ سمجھ کر
 بیچ بچہ کو کہہ کر اور
 بدعت اور غلو کا کوئی
 شے نہ سمجھ کر اور
 عاصی اپنے اور اپنے
 مذکور اور اپنے
 نعم پر اور اپنے
 اور اپنے اور اپنے
 شے نہ سمجھ کر

لکھ آئے ہیں اور عمر بہر اس ترکیب کا پابند رہے اور جو اسکی پابندی
 اور مداومت شاق گذرے تو اس طرح صبر کرے جس طرح کوئی بیمار
 شفا کے انتظار میں تلخی دوا پر صبر کرتا ہے اور کوتاہی عمر کا خیال
 کرے اور سمجھے کہ اگر مثلاً میں سو برس زندہ رہا تو یہ مدت بہ نسبت
 اس مدت کے جو مجھے دار آخرت میں رہنا ہے اور جسکی انتہا
 ہمیں ہی بہت ہی کم ہے اور یہ سوچے کہ جب میں اس امید پر کہ
 دنیا میں مثلاً میں برس تک راحت اور آرام میں رہوں گا مہینہ یا سال
 بہر کی مشقت و ذلت کی پروا نہیں کرتا تو اس امید پر کہ ابد الابد راحت
 و آرام میں رہوں گا اس دنیوی زندگی کے چند روزہ مشقت سے
 (جو عبادت میں ہو) کیوں اکتا جاؤں اور اسکی برداشت کیوں
 نہ کروں اور زندہ رہنے کی امید کو طول نہ دے بلکہ یوں سمجھ لے
 کہ موت قریب ہے اور دل میں کہے کہ مجھکو آج کے دن کی عبادت
 کی مشقت اٹھالینی چاہئے اس لئے کہ شاید آج رات میں مر جاؤں
 اور رات آئے تو کہے کہ آج رات کے عبادت کی مشقت پر صبر
 کرتا ہوں اس لئے کہ شاید کل مر جاؤں۔ کیونکہ موت کے آنیکے لئے کوئی

خاص وقت مقرر نہیں ہے کسی خاص حالت نہیں ہے کوئی مخصوص عمر
 کی قید نہیں ہے ہر حال وہ آیا ہی ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ کب آئے گی
 اس صورت میں زاد آخرت کی فکر پرست دنیا کی فکر کے اولیٰ و انسیت
 اور نیز جانے کہ بچے دنیا میں بہت تھوڑے دن زندہ رہنا سے ممکن
 ہے کہ میری عمر کا ایک ہی دن باقی رہا ہو یا ایک ہی لمحہ غرض کہ ہر روز بھی
 خیال کرے اور مشقت عبادت پر صبر کرتا جائے بخلاف اس کے اگر پہچانے
 کہ میں مثلاً پچاس برس زندہ رہوں گا اور یہ مشقت عبادت پر صبر
 کر لینا ارادہ کرے تو دل عبادت سے اکتا جائیگا اور عبادت دشوار
 معلوم ہونے لگیگی۔ اگر اوسط طرح عمل کیا جائیگا جس طرح کہ ہم اور پر لکھ آئے
 ہیں تو مرنے کی وقت بے انتہا سرت ہوگی اگر عبادت ایک وقت
 سے دوسرے وقت پر ڈالی جائے اور اس میں سستی کی جائے تو موت
 اچانک آجائے گی اور سخت سے سخت حسرت ہوگی۔ صبح کو وہی مسافر
 منزل پر پہونچ کر آرام و چین سے رہتے ہیں جو رات کو راہ طے کرتے
 ہیں اسی طرح وہی لوگ مرتے دم مسرت حاصل کرتے ہیں جو اپنی عمر
 عبادت میں گزارتے ہیں۔ یہ باتیں اچھی طرح معلوم ہونی چاہیے ایک دوسرا

وقت ہی سیدھے وقت سب ہم ترتیب اور راہ کو بتا چکے ہیں تو اب نماز
اور روزہ کی کیفیت اور ان کی آداب اور نیرامامت اور حیرت کے آداب
بیان کرتے ہیں۔

آداب الصلوٰۃ

جب وضو سے اور بدن پر کپڑے اور علبہ کی نجاست پاک کر کے
فارغ ہو جاؤ اور ناف سے زانو تک ستر کر چکو تو قیلہ رخ دو نوں
پاؤں میں کچھ فاصلہ دیکر اس طرح کھڑے ہو کہ وہ مل نہ جائیں اور
سیدھا کھڑا ہو اور شیطان سے محفوظ رہنے کیلئے قل اعوذ برب الناس
پڑھ لو اور دل کہ خدا کی عبادت کے لئے حاضر رکھو اور اس کو
وسوسوں سے خالی رکھو اور اس بات پر نظر ڈالو کہ کسی کے حضور
میں کھڑے ہو اور کسی سے مناجات کر رہے ہو اور اپنے مالک
کی عبادت ایسے دل سے کرنے پر شرماء جو اس سے غافل رہے
اور دنیاوی وسوسوں اور نفسانی خواہشات سے بہرا ہو۔ اور
یہ سمجھو کہ خدا تمہارے ولی کیفیات پر مطلع ہے اور تمہارے قلب کو
دیکھ رہا ہے۔ اور خدا کی درگاہ میں تمہاری نماز کی مقبولیت بقدر

تمہارے دلی خشوع و خضوع و عجز و نیاز کے ہوتی ہی اس لئے نماز ایسے
خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ کیونکہ تم
اگر اسکو نہیں دیکھتے تو وہ تمکو دیکھتا ہی۔ اور اگر اسوجہ سے کہ تم خدا کے
جلال کی معرفت سے قاصر ہو نماز میں تمکو حضور قلب میں سر نہین ہوتا اور
تمہارے اعضا تمہارے قابو میں نہین رہتے تو یہ خیال کرو کہ ایک
صالح آدمی جو تمہارا بزرگ ہی تمہاری نماز کی کیفیت معلوم کر نیکی غرض سے
تمہاری طرف دیکھ رہا ہی جب یہ خیال کرو گے تو تمہارا دل حاضر اور
تمہارے اعضا ساکن ہو جائینگے اب اپنے نفس کی طیرف خطاب کر کے
کہو کہ اے نفس بدکار کیا تو اپنے خالق اور مالک سے اسبات پر
نہین شرماتا کہ جب تو نے اس بات کا خیال کیا کہ اس کے بند و عین
سے ایک ذلیل بندہ جسکے ماتہ میں نہ تیرا نفع ہی نہ نقصان تیری طرف
دیکھ رہا ہے تو اعضا متوافع ہو گئے اور نماز اچھی طرح سے ادا کی گئی
پس بڑے غضب کی بات ہی کہ تو یہ جانتا ہے کہ خدا دیکھ رہا ہی
اور پھر خضوع اور خشوع نہین کرتا۔ کیا تیرے نزدیک خدا اُستعالے کا
رتبہ اسکے بندوں سے بھی کمتر ہی دیکھ یہ کس درجہ کی سرکشی ہے

اور کیسا کچھ جھل ہی اور کیسا بڑا ظلم غرض کہ ان حیالات اور حیول سے قلب کا علاج کرے تاکہ وہ نماز میں حاضر رہے اور دولت حضور قلب میسر ہو کیونکہ نماز کا اسی قدر حصہ کارآمد ہے جو سوچ سمجھ کر ادا کیا گیا ہو اور جو حصہ کہ سہوا اور غفلت کے ساتھ ادا ہوا ہو وہ استغفار اور کفارہ کا محتاج ہے جب قلب کو حاضر کر چکے تو تنہا فرض نماز کے لئے پہلے آقاؐ کہے۔ اگر جماعت کے ساتھ ہو تو اذان اور اقامت ہر دو (متفرد شخص کے لئے اذان کا مستحب نہونا اس لئے ہے کہ اذان سے صرف اعلان مقصود ہے تنہائی میں سوائے اپنی ذات کے دوسرے پر اعلان کا موقع ہی نہیں ہر تو پہر اذان کی ضرورت ہی کیا۔ یہ امام شافعی کا قدیم قول ہے مگر صحیح یہ ہے کہ مفرد کیلئے بھی اذان کا کہنا مستحب ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ جنگل و صحرا ہو تو پکار کر کہے ورنہ آہستہ) پہر نیت اوس نماز کی کرے کہ جبکا ادا کرنا مقصود ہے (بہ تعین وقت خواہ فرض ہو یا سنت یا قصر وغیرہ۔ مقتدیوں کو اقتدا کی نیت بھی چاہئے۔ استحضار صلوٰۃ کے ساتھ۔ استحضار دو قسم پر ہے حقیقی اور عرفی۔ استحضار حقیقی وہ ہے کہ نماز کی ترکیب بہ تفصیل اجرا پیش نظر رہے۔ یعنی ہر ایک جز کا

یکے بعد دیگرے مستحضر رہنا ضروری۔ احتضار عرفی وہ ہے کہ بہ ہیئت اجتماع
 نماز کی ترکیب مستحضر رہے۔ چونکہ نماز نیت کے ساتھ مقرر ہے لہذا مقارنت
 بھی دو قسم پر ہے حقیقی اور عرفی۔ مقارنت حقیقی وہ ہے کہ ادا سے صلوٰۃ کا
 خیال شروع تکبیر سے ادا تک برابر رہے۔ کسی جزر میں غفلت نہ ہو۔ مقارنت
 عرفی وہ ہے کہ تکبیر کی کسی ایک جزر کے ساتھ اقرار ہو یعنی یہ نیت
 کرے کہ میں اس وقت کی مثلاً نماز ظہر اللہ کیلئے پڑھتا ہوں تکبیر کے وقت
 یہ نیت دل میں ہو اور تکبیر سے فارغ ہونے کے قبل دل سے محو نہ ہو جائے
 نیت کے بعد رفع یدین شانوں تک کرے یا بن طور کہ ہاتھ اور انگلیاں
 یہ حالت معمولی کہلے رہیں۔ ضم اور تفریح میں کوئی تکلف نہ ہو۔ بہر حال دونوں
 اہجام کان کے لو تک پہنچیں اور سر انگشت کان کے اوپر تک۔
 ہتھیلیاں کہنیوں کے محاذ می ہوں جب ہر چیز اپنے اپنے جگہ پر پہنچ
 جائے تو تکبیر اولی کہیں۔ اور آہستگی کے ساتھ ارسال کرین رفع یدین
 اور ارسال میں تعجل نہ کیا جائے۔ اور دھنسنے بائیں طرف بھی نہ مڑیں۔ ارسال
 سینہ پر تمام کیا جائے۔ جب سینہ پر ہاتھ رکھیں تو سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ
 پر ہو۔ خضر و اہام سے بایان پہنچا تھا ما جائے۔ دوسرے انگلیاں

پہنچے پر کہلی ہوئی رکہیں اور تکبیر کہے۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَبِیْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ
 کَثِیْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُکْرَةً وَّ اَصِیْلًا اور پھر وَجَّهْتَ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فِیْہِ السَّمٰوٰتِ
 وَّ الْاَرْضُ حَنِیْفًا مُّسْلِماً وَّ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنْ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحِیَاتِیْ
 وَ مَمَاتِیْ لَكَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ لَا شَرِکَ لَکَ وَ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ
 پڑھے۔ اور اسکے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ کہہ کر سورہ فاتحہ شروع
 کرے مگر اداسے تشدیدات کا خیال رہے کیونکہ حرف مشدود کو جب
 تخفیف کے ساتھ پڑنا جائے تو ایک حرف ساقط ہو جاتا ہے ضاد و او طاء
 کے تلفظ میں بھی جب مبلغ کیا جائے۔ کہ تبدیل حرف سے قرات باطل ہو جاتی
 ہے اور لفظ آمین کو ولا الضالین سے نہ ملاوین اگر تنہا نماز ہو تو
 صبح۔ مغرب اور عشاء میں پہلے دو رکعت جہر کے ساتھ ادا کریں اگر اماموں
 ہو تو جہر کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ امام خود جہر سے پڑھ لیگا صبح کی نماز میں
 سورہ فاتحہ کے بعد طوالمفضل اور مغرب میں قصار مفضل طہر اور عشاء
 میں اوسط مفضل پڑھا کرے۔ طوالمفضل میں سورہ حجرات ق۔ و المائد
 وغیرہ داخل ہیں۔ اوسط مفضل میں والفجی سے آخر قرآن تک کوئی
 سورت بھی ہو۔ اوسط مفضل میں و السماء ذات البروج یا کوئی دوسری

سورۃ جو اسکے مساوی ہو۔ اگر سفر ہو تو نماز صبح میں قل یا ایہا الکافرون
 قل هو اللہ احد پڑھے ضم سورہ کے بعد قبل از تکبیر رکوع کے بقدر
 سبحان اللہ وقفہ افضل ہے۔ حالت قیام میں سر جھکا رہے اور نظر
 مصلے پر ہو کہ یہ حضور قلب کا باعث ہے۔ سید ہے یا بائیں طرف ملتفت
 ہوں۔ پھر رکوع کیلئے تکبیر کہے اور رفع یدین بطریق مذکور کرے۔ تکبیر کو
 اس قدر کہینچے کہ انتہائے رکوع تک پہنچ جائے (تاکہ کوئی جز نماز کا ذکر
 الہی سے خالی نہ ہو) رکوع میں ہتیلیوں کو گھٹنوں پر رکھے۔ انگلیاں کھیلے
 رہیں دو نون گھٹنوں کے درمیان (بقدر ایک بالشت کے) فرق ہو۔
 پشت اور گردن اور سر کو ایسا برابر کر دے کہ ایک سطح مستوی معلوم ہو۔
 کہنیاں پہلو سے جدا رہیں۔ مگر عورتوں کو اسکے خلاف کرنا چاہئے۔
 رکوع میں تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَّ الْعَظِیْمِ کہے۔ اگر متفرد ہو تو سات یا دس
 تک بھی تسبیح کا زیادہ کرنا مستحسن ہے پھر سر اٹھائے اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ
 حَمِدَہ کہتے ہوئے رفع یدین کرے۔ جب پورا قیام ہوئے تو رَبَّنَا
 لَكَ الْحَمْدُ مِثْلَ السَّمَوَاتِ وَمِثْلِ الْأَرْضِ وَمِثْلَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ
 کہے نماز صبح کے رکعت ثانی کے رکوع کے اعتدال میں قنوت پڑھے

پہر تکبیر کہتے ہوئے سجدہ کرے مگر اس تکبیر میں رقع یدین کی ضرورت
 نہیں ہے۔ ترکیب سجدہ کی یہ ہے کہ پہلے دو نون گھٹتے زمین پر رکھے
 پہر دو نون ماتھ پر پیشانی رکھے مگر سب اپنے اپنے حال پر کھلے ہوئے
 ہوں ناک بھی پیشانی کے ساتھ زمین کو لگا دے۔ کہنیاں پہلو سے جدا
 رہیں۔ پیٹ کو رانوں کے ساتھ نہ ملا دے۔ مگر عورتوں کو اسکا خلا
 کرنا چاہئے۔ ہاتھ زمین پر سیدھا فاصلہ سے رکھیں جو کاندھوں کے
 محاذی ہوں۔ دو نون بازو زمین پر نہ بچھا دے جائیں۔ سجدہ میں تین
 بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے اگر منفرد ہو تو سات سے دس تک بھی زیادتی
 تکبیر میں ہو سکتی ہے۔ پہر سجدہ سے تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھا دے
 یہاں تک کہ تعدیل جلسہ کی ہو جائے۔ جلسہ میں بائیں پہر پر تکبیر کر کے
 بیٹھے اور سیدھا پاؤں کھڑا رہنے دے۔ دو نون ماتھوں کو دو نون
 رانوں پر رکھے۔ انگلیاں کھلے رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ
 وَارْزُقْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاعْفُ عَنِّي۔ پہر اسی طرح دوسرا
 سجدہ کرے۔ علیٰ ہذا ہر رکعت میں جلسہ وغیرہ کے اعتدال کا لحاظ
 رہے پہر قیام کیلئے دو نون ماتھ زمین پر رکھے مگر اس ترکیب سے

اوٹھے کہ دونوں پاؤں برابر اوٹھیں تقدیم و تاخیر نہ ہو سیرج ہر ہر رکعت
 ادا کی جائے۔ مگر رکعت ثانیہ کے ابتدائین بھی تعوذ کا اعادہ مسنون
 ہی جب رکعت ثانیہ کے بعد تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھے تو سیدنا تھیں
 سیدھے گھٹنے پر رکھے سوا سے ابھام اور انگشت کے کل انگلیاں بند ہیں
 اور اللہ کہنے کے وقت انگشت شہادت کو اوٹھائیں۔ مگر کچھ ایک اہل
 کے ساتھ۔ تاکہ سمت قبلہ سے خارج نہ ہو جائے۔) بایان ہاتھ کہلے ہو
 انگلیوں۔ کہ ساتھ بائیں گھٹنے پر رکھے اور بائیں پیر پر زور دیکر بیٹھے
 تشہد کے آخر میں بعد درود کے دعا سے ماثورہ پڑھے۔ اور بعد از
 فراغ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ دوسرے دو طرف کہہ کر سیرج
 منہ پھیرے کہ رخساروں کے سپیدی دکھائی دے۔ سلام کی وقت
 نیت خروج از صلوٰۃ کی چاہئے۔ اور نیز جانبین کے ملائکہ اور مسلمانوں
 پر سلام کی نیت کی جائے۔ خشوع اور حضور قلب۔ ترتیل قراءت فہم معنی
 کے ساتھ بہت ضروری ہے۔ کہ یہ عباد الصلوٰۃ کہلائے جاتے ہیں
 حسن بھیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جس نماز میں حضور قلب
 نہ ہو تو وہ عقوبت کے قریب ہی۔ جناب رسالت مآب صلعم فرماتے ہیں

کہ جب آدمی نماز پڑھتا ہے تو اس کا چہٹا حصہ یا دسواں حصہ ہنن لکھا جاتا
بلکہ صرف اس بقدر لکھا جاتا ہے جس قدر کہ اس نے سمجھا۔

آداب امامت

امام کو چاہئے کہ لمخاط حالات اہل جماعت کے چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز
میں پڑھا کرے اس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے
ہیں کہ جب طرح میں۔ اہل اختصار اور تکمیل کے ساتھ جناب رسالتا صلعم
مکے پیچھے نماز پڑھتی ہے ایسی کسی کے ساتھ ہنن پڑھی۔ بہ حال جب
صفین پر ایر ہو جائیں اور موزن اقامت سے فارغ ہوئے تو امام
بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہے مقتدی کو صرف اس قدر آواز سے تکبیر
کہنا چاہئے جو وہی سنے امام کو امامت کی نیت بھی کرنی چاہئے
تاکہ اس کا ثواب ملے۔ اگر نیت نہ کی ہو تو نماز تو صحیح ہو جائیگی مگر صرف
سفر و کی سی نماز ہوگی۔ مقتدیوں نے اگر اقتدا کی نیت کی ہے تو
انکو ثواب اقتداء کا بھی حاصل ہو جائیگا امام کو بھی چاہئے کہ مثل سفر
کے اپنی نماز کو دعا استفتاح اور قنوت سے شروع کرے۔ صبح
مغرب۔ عشاء میں پہلے دو رکعت جہر پڑھے اور لفظ آمین بھی جہر

اسی طرح مقتدی بھی۔ مگر مقتدی کو چاہئے کہ امام کے ساتھ ہی خود بھی
 آمین کہے تقدیم و تاخیر نہ ہو۔ امام کو چاہئے کہ سورہ فاتحہ کے بعد تھوڑا سا
 سکوت کرے۔ تاکہ مقتدی بھی نماز جہرہ میں سورہ فاتحہ پڑھ لے سکے
 اگر امام کی آواز سنی نہ آئے تو مقتدی کو سورہ پڑھنے کی بھی ضرورت ہے
 امام کو تحیات رکوع و سجود میں تین بار سے زائد نہ پڑھنا چاہئے۔ اور
 شہداول میں اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے بعد کچھ نہ پڑھے دو رکعت ثانی
 میں صرف سورہ فاتحہ پر اکتفا کرے۔ بلحاظ جماعت کے شہد کے آخر
 میں دعا طول نہ پڑھے۔ سلام کے وقت امام کو یہ نیت کرنی چاہیے کہ
 یہ سلام مقتدیوں کے جانب سے۔ اور مقتدیوں کو جواب سلام امام کی
 نیت کرنی چاہئے۔ بعد سلام کے تھوڑا توقف کرے۔ اور مقتدیوں کے
 مقابل بیٹھے اور ٹھہرا رہے تاکہ اگر جماعت میں عورات ہوں تو وہ چلی چلیں
 امام اپنی جگہ سے جب تک نہ اوٹھے مقتدین کو بھی انتظار کرنا چاہئے۔
 امام سید ہے یا بائیں جانب سے چاہے جاسکتا ہے مگر افضل یہ ہے
 کہ سیدہ طرف سے جائے۔ قنوت صبح میں امام صرف اپنی ہی خصوصیت
 نکرے بلکہ اللّٰهُمَّ اهْدِنَا کہے یعنی بصیغہ جمع۔ امام دعا قنوت پڑھنے

کیوقت ہاتھ اوٹھانے کی ضرورت نہیں ہے (لیکن یہ قول ضعیف ہے۔
 صحیح یہ ہے کہ ہاتھ اوٹھانا چاہئے) بقیہ قوت یعنی انک تقضی وکلا
 یقضی علیک سے مقتدی آہستہ پڑھ لے۔ مقتدی کو چاہئے کہ عمت
 کے ساتھ کھڑے رہے۔ اگر نہ ہو تو کسی کو اپنے ساتھ لے لیوے مگر
 رکعت یا مذہب کے بعد۔ مقتدی کو کسی فعل امام کے پہلے یا اوس کے
 ساتھ ساتھ نکرنا چاہئے۔ مثلاً جبکہ امام پوری رکوع میں پہنچ جائے تو
 اوسوقت قصد رکوع کا کرے علی ہذا سجدہ میں بھی۔

آداب جمعہ

جمعہ عید المؤمنین ہے یہ مبارک دن اسلامت کے خصوصیات میں ہر
 اس متبرک روز میں ایک ساعت مبہم ایسی ہے کہ اوسوقت جو حاجت
 خدا سے مانگی جائے فوراً مقبول ہوگی۔ پنجشنبہ ہی سے جمعہ کا اہتمام
 کرنا چاہئے جیسے کپڑوں کی صفائی وغیرہ۔ کثرت تسبیح و استغفار اس
 قسم کے افعال تو پنجشنبہ کے عصر سے اختیار کئے جائیں کیونکہ پنجشنبہ کے
 عصر کے بعد بھی ایک ایسی ساعت ہو کہ جسکے فضیلت ساعت مبہم جمعہ کے
 برابر ہے۔ جمعہ کا روزہ بھی افضل ہے۔ علی ہذا پنجشنبہ اور شنبہ کا

کا روزہ بھی مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ ایک روزہ نہ رکھا جائے بلکہ اس کے
 ساتھ دوسرا روزہ بھی رکھے کیونکہ حدیث میں اس کا اقتناع ہے۔ قَالَ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُومُ أَحَدٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَّا أَنْ يَصُومَ قَبْلَهُ
 أَوْ يَصُومَ بَعْدَهُ رَوَاهُ شَيْخَانُ بَعْدَ طُلُوعِ كَسْفِ غَسَلِ
 ہر ایک مکلف پر واجب ہے۔ اور سپید کپڑے پہنیں کیونکہ سپید کپڑا
 خدا کو مرغوب ہے۔ حسب مقدور خوشبو بھی لگا دیں۔ سر منڈناؤں میں
 ناخن اور لب لین۔ مسواک کریں۔ علی الصبح جامع مسجد میں جائیں کہ
 مسجد میں بیٹھنے سے انسان کی طبیعت میں سکون پیدا ہو جاتا ہے اور
 آدمی غبت افعال سے بچ سکتا ہے۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس نے
 پہلی ساعت میں مسجد میں داخل ہوا گویا اس نے ایک اونٹ قربانی
 دی۔ اور جو دوسری ساعت میں گیا ایک بکرا قربانی دیا۔ اور تیسری
 تیسری ساعت میں داخل ہوا اس نے ایک گوسفند قربانی دیا۔ اور چوتھی
 کیا اور جس نے چوتھی ساعت میں گیا اس نے ایک مرغ قربانی کیا
 اور جس نے پانچویں میں گیا اس نے ایک بھینس دیا۔ جب امام
 منبر پر چڑھے تو ملائکہ نامہ اعمال کو لپیٹ دیتے ہیں اور قلم ہینک

اس روزہ کا مطلب
 یہ ہے کہ نہ پہلے نہ بعد
 کی کسی چیز سے
 روزہ نہ توڑے
 بلکہ جمعہ کے روزہ

دسیتے ہیں۔ اور اس مبارک وقت میں وہ خود بھی منبر کے پاس خطبہ
 دیتے۔ کہ لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ جو شخص حسب قدر پہلے نماز کو جائیگا اور سجدہ
 اور سکامرتبہ اللہ کے پاس زاید ہوگا۔ پہلی صف میں شریک ہونا بہتر ہے لیکن
 جب لوگ جمع ہو جائیں تو دوسروں کو دھکا دیتے ہوئے نہ جائے اگر
 کوئی نماز پڑھتا ہو تو اوس کے سامنے سے بھی نہ جائے۔ کسی دیوار یا ستون
 کے قریب بیٹھیں تاکہ دوسرے لوگ اپنے سامنے سے بھی جانے نہ سکیں
 جب مسجد میں داخل ہوں تو بدو نماز تحیہ مسجد پڑھنے کے نہ بیٹھیں۔
 مستحسن یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔
 کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص اسکا عادی ہوگا وہ ضرور
 جنتی ہے۔ امام اگر خطبہ بھی پڑھتا ہو تب بھی تحیہ مسجد ادا کرے۔ مسنون یہ ہے
 کہ ان چار رکعتوں میں سورہ الفام۔ کہف۔ طہ اور یس پڑھا کرے
 اگر اسکا پڑھنا نامکن ہو تو سورہ یس۔ دخان۔ المرعیدہ۔ سورہ ملک پڑھے
 ان آخر صورتوں کا ہمعہ کے شب میں پڑھنا بہت ہی احسن ہے۔ بصورت
 مجبوری سورہ اخلاص اور کثرت سے درود شریف پڑھا کرے۔ خطبہ باد
 خاموش بیٹھ کر سنے۔ اور اوس کے مضامین سے متاثر ہو اگر دوسروں کی

گفتگو سے منع کرنے کی ضرورت ہو تو اشارہ سے منع کرے الفاظ
 سے منع نہ کرے کہ فعل عبث ہو اور فعل عبث کے ارتکاب سے جمعہ
 باطل ہو جاتی ہے یہی مضمون حدیث شریف میں بھی وارد ہے۔
 بہر حال فرض نماز جمعہ کے بعد سات سات مرتبہ سورہ اخلاص اور
 معوذتین پڑھے اور اس وقت تک گفتگو نہ کرے۔ اسکی برکت سے امید
 ہو کہ دوسرے جمعہ تک آفات سے محفوظ رہے۔ اور شیطان کا
 تسلط اوپر نہ ہو۔ اس کے بعد یہ دعا پڑھے ^{لے} یا غنی یا معید یا مہدی
 یا معید یا رحیم یا ودود یا عفی عنی یا کلاک عن حرامک و بطاعتک عن
 مفضیتک عن سواک جمعہ کے بعد دو یا چار یا چہم رکعت ضرور پڑھے
 مگر دو گانہ دو گانہ کہ سرور کائنات علیہ افضل التہنۃ والصلوۃ سے
 اسباب میں (رکعتوں کی تعداد میں) مختلف روایات آئے ہیں۔
 نماز جمعہ کے بعد عصر یا مغرب تک مسجد ہی میں رہنا افضل ہے۔ جب تک ٹہرے
 رہے اور ساعت مہیمہ کے حصول کے بھی خواہگار رہیں جسکی فضیلت مذکور
 ہو چکی ہے قبل از نماز جمعہ کے فضول اور بیکار لوگوں کا مسجد میں جمع ہونا بھی
 منع ہی لیکن تعلیم و تعلم عالم نافع کے لئے جمع ہونا مضایقہ نہیں۔ طلوع و غروب آفتاب

لے اسے چھیننا۔ جمعہ
 حید۔ اسے مسجد
 (پہلے بار پڑھ کر نہ دالے)
 (چودھواہ)
 اسے مسجد
 پڑھ کر نہ دالے (ایک بار)
 اسے دو دو بجایا
 سبب اپنے حلال کے
 حرام سے اور عبث
 اپنی عبادت کے لئے نہ کرنا

زوال آفتاب۔ آقامت۔ امام کے منبر پر چڑھنے کے وقت۔ اور جب سب لوگ نماز کے لئے کھڑے ہوں اکثر دعا کیا کرے کہ ان اوقات میں اوس ساعت بہمہ کے وقوع کا احتمال ہے جمعہ کے روز کچھ صدقہ بھی دیا جائے۔ اگرچہ کم ہو۔ اقلًا ہفتہ میں ایک روز صرف نیک کاموں کے لئے مخصوص کر دیا جاوے۔

آداب صیام

صرف ماہ رمضان ہی کے روزوں پر اکتفا کرنا نہ چاہئے بلکہ نفل روزے بھی رکھنا چاہئے کہ وہ بنجر لہ راس المال کے ہین اور یہ مثنابہ نفع کے جس سے فردوس میں درجات عالیہ حاصل ہوتے ہین جو لوگ روزہ نہ رکھیں گے وہ روزہ داروں کے مراتب کو دیکھ کر حسرت کرینگے عرفہ کا روزہ (غیر حاجی کو) یوم عاشورہ کا روزہ۔ عشرہ اول ذیحجہ۔ محرم۔ رجب اور شعبان میں روزہ رکھنا بہت ہی ثواب کا باعث ہے اور اس کے فضائل بے شمار ہین اور وہ جو شہور حرام میں روزہ رکھنے کے فضائل مرقوم ہین اوس میں یہ چار مہینے داخل ہین ذیقعدہ ذیحجہ محرم رجب اور ہر مہینے میں تین روز یعنی پہلی پندرہویں سترہویں کا روزہ

رکھے۔ اور نیز آیام بیض میں۔ ایام بیض میں یہ تاریخات شامل ہیں
 تیرہویں چودہویں پندرہویں۔ ہر مہینے کے۔ اور ہر سہ ماہی میں دو شنبہ
 یخ شنبہ جمعہ کا روزہ رکھنا نہایت ہی افضل ہے۔ ہر مہینے کے پہلی
 تاریخ کا روزہ اس مہینے کے تمام سیئات کو مٹا دیتا ہے اور باقی روزے
 سال بھر کے عفو گناہ کے باعث ہیں۔ روزہ کے معنی صرف کھانا پینا
 چھوڑ دینا نہیں ہے۔ بلکہ تمام جوارح کے حفاظت بھی مقصود ہی۔ کیونکہ
 حدیث شریف میں وارد ہے۔ کَمَنْ صَامَ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجَوْعُ
 وَالْعَطَشُ اکثر روزہ دار تو ایسے ہیں کہ ان کو روزہ سے بہو کے اور
 پیاسے رہنے کے سوا کوی فائدہ بھی نہیں ہے۔ پس روزہ کی
 حالت میں آنکھ کو نظر شہوت سے بچا دے۔ اور زبان کو لغویات
 سے۔ اور ایسی آواز اپنی کا نون سے نہ سنے کہ جبکاسنا حرام ہو
 اس طرح سب اعضا کی نگہبانی کرنی چاہئے حدیث شریف میں وارد
 ہے کہ کیا پنج چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جھوٹھ کہنے سے۔ غیبت
 سے۔ نامی سے۔ جھوٹھی قسم سے۔ نظر شہوت سے۔ اور نیز وارد
 ہے کہ روزہ برائے یوں سے بچنے کے لئے ہے۔ لہذا حالت صوم میں

شمس کلام عشق اور افعال جہاں کا ارتباب۔ جیسے تسخیر وغیرہ نہ کیا کر
 سکے اگر کوئی شخص لڑنے یا گالی دینے کا قصد کرے تو کہے کہ میں روزہ
 ہوں۔ افطار حلال چیز سے ہو۔ اور وہ بھی اختصار کے ساتھ۔ کیونکہ
 روزہ سے مقصود تو یہ ہے کہ قوامی شہوانی ضعیف ہوں اور تقویٰ
 کی رغبت ہو۔ برخلاف اسکے اگر معمول سے زائد کھائے تو پھر روزہ
 سے جو مقصود ہو وہ منفقود ہو جائیگا۔ خوب سیری سے کھانا اگرچہ
 طعام حلال ہو غضب آکھی کا باعث ہو کہ اس سے فساد کا احتمال ہے
 پس جب سیری سے کھایا جاوے تو ایسا روزہ کیونکر مقبول ہو سکتا ہے
 بہر حال جبکہ روزہ کی حقیقت پر اطلاع ہو چکے تو لازم ہو کہ جہاں تک
 ممکن ہو زیادہ روزہ رکھا کرے کہ اساس عبادت ہے قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى كُلُّ حَسَنَةٍ بِعَشْرٍ مِثْلِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ
 ضَعْفٍ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّ لِي أَنَا أُخْرِجِي بِهِ حَضْرَتِ رَسَالَتِ آبِ فَرَمَاتے ہیں
 کہ جناب باری سے ارشاد ہوتا ہے کہ ہر ایک نیکی کا ثواب دس گونہ
 سے سات سو تک ہو مگر روزہ کہ وہ میرے لئے ہو اور میں اس کی جزا
 دوں گا۔ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَجُلُوفٌ

فَمِ الصَّيَّامِ أَطِيبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ مَرَاتِحِ الْبَشَرِ - بناب رسالت مآلے صلعم
 فرماتے ہیں کہ قسم ہی اوس پرور و گار کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری
 جان ہو کہ روزہ دار کے منہ کی برکت کے پاس ہوسے شک سے زیادہ
 پسندیدہ ہے۔ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى عَزَّ وَجَلَّ إِنَّمَا بَارَكْتُ لَكُمْ وَطَعَّاسَهُ وَ
 شَرَّابَهُمْ أَجْلَى فَإِنَّهُ مَوْلَى وَأَنَا أَجْنَبِي - جناب باری عز اسمہ سے
 ارشاد ہوتا ہے کہ جبکہ کھانا پینا اور لذت نشہ والی روزہ میں میری خوشنودی
 کیلئے ترک کئے جاتے ہیں تو یہم علی خاص میرے لئے ہی اور میں
 اوسکی جزا دوں گا۔ وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَابُ يُقَالُ لَهُ
 الدِّجَانُ لَا يَدْخُلُهُ إِلَّا الصَّائِمُونَ - فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے بیت میں
 ایک دروازہ ہے کہ جبکہ نام دِجَان ہی اوس میں کوئی داخل ہوگا تو
 روزہ دار۔

قسم ثانی احتیاب معاصی کے بیان میں

امور دینی و قسم پر منقسم ہیں ایک وہ جو ترک منہا ہی سے متعلق ہیں
 دوسرے کہ طاعات سے عبادت کرنا تو آسان ہے مگر منہا ہی سے
 بچنا بہت مشکل ہے کہ خاص صدیقین کا حصہ ہے۔ چنانچہ جناب ہمالہ

صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْمُهَاجِرُ مِنْ جِهَادٍ سَوٍّ وَالْمُهَاجِدُ
 مِنْ جِهَادٍ هَوَاً یعنی مہاجر وہ ہے جو بُرے افعال کو چھوڑ دے
 اور مجاہد وہ ہے جو اپنے خواہشات کے ساتھ مقابلہ کرے۔ ایسے یہ تو
 ظاہر ہے کہ تمام اعضا لغات الہی میں سے ہیں اور اس کے لئے امانت
 ہیں پس اللہ تعالیٰ کی لغت و امانت کو بُرے افعال میں لگانا کفرانِ نعمت
 اور خیانت ہے۔ اعضا بمنزلہ رعیت کے ہیں انکی نگہبانی کرنی چاہئے۔ اگر
 حاکم رعیت کی حفاظت نہ کرے گا تو باز پرس میں مبتلا ہوگا۔ اور یہ بھی ہے کہ
 ہر ایک عضو اپنے اپنے کردار کے قیامت میں۔ ایسے صاف اور صریح
 الفاظ میں گواہی دے گا کہ جس سے نہایت شرمندگی ہوگی۔ چنانچہ قرآن
 شریف میں آیا ہر یَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْبَسْتُمْ وَاَیَّدْتُمْ وَاَرَجَلْتُمْ بِمَا کَانُوا
 یَعْمَلُونَ۔ اوس دن گواہی دینگے زبانیں اور ہاتھ پاؤں اور افعال کے
 جو ان سے سرزد ہوئے ہوں اَلْیَوْمَ تَخْتَمُ عَلٰی اَعْمَالِهِمْ وَتُکَلِّمُ
 اَیْدِیْہُمْ وَتَشْہَدُ اَرْجُلُہُمْ بِمَا کَانُوا یَکْسِبُونَ آج اوکی زبانوں پر مہر کر دی
 جائیگی خود ادا کے ہاتھ پاؤں اپنے اپنے افعال کی گواہی دینگے۔ اسلئے
 ہر ہر عضو کی حفاظت ضرور ہے خصوصاً ان سات اعضاؤں کی

یعنی آنکھ۔ کان۔ زبان۔ شکم۔ فرج۔ ماتھ۔ پاؤں کی۔ دوزخ کے
سات دروازے ہیں ہر ہر دروازہ کے کیلئے عاصیوں کی ایک ایک گروہ
خاص ہے۔ عاصیوں سے یہاں وہ گناہ کا مقصود ہیں کہ جسکے اعضا سے
تذکرہ کے گناہ سرزد ہوئے ہوں۔ شارح نے لکھا ہے کہ اول مرتبہ
اہل توحید دوزخ میں داخل ہونگے اور بقدر گناہ معذب ہونگے اور نجات
پائینگے دوسرے درجہ میں نصاریٰ۔ تیسری درجہ میں یہود۔ چوتھے درجہ میں
صابین۔ پانچویں درجہ میں مجوس۔ چھٹے درجہ میں مشرکین۔ ساتویں درجہ
میں منافقین۔ انتہی اب اعضا سے سب سے بڑے فواید پر غور کرو۔

۱ آنکھ اس واسطے دی گئی ہیں کہ اندھیرے میں رہبری کریں۔ انھرام
حوایج میں مدد دیں عجائبات آسمان وزمین کو دیکھیں اور عبرت حاصل کریں
پس اسکی حفاظت خاصہ چار چیز سے ضرور ہی۔ غیر محرم کا دیکھنا۔ خوبصورت
کو بُری نگاہ سے دیکھنا۔ مسلمان کو بظہر حقارت دیکھنا۔ مسلمان کا عیب
دیکھ کر ظاہر کرنا۔

۲ کان۔ اسلئے دئے گئے ہیں کہ خدا اور رسول کے کلام کو سنیں کہ
جس سے نجات ہو اور بزرگوں کے اقوال سنیں۔ نہ یہ کہ راگ یا غیبت

دفعش اور لغو باتوں اور برائیوں کے سننے میں اسکو صبر نہ کر دین اور
 صرف یہ خیال کرین کہ قابل ہی گنہگار ہے بلکہ مستحق بھی شریک گناہ ہے۔
 ۳ زبان اسلئے دی گئی ہے کہ اللہ کا ذکر کریں فساد آن پڑھیں لوگوں
 کو ہدایت کریں۔ اور دنیوی اور دینی میں اوس سے مدد لیں۔ برخلاف
 اسکے اکثر برایان زبان سے ایسی پیدا ہوتی ہیں کہ جس سے بلا شک
 انسان دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ جیسے کذب۔ قذف۔ دشنام۔ نامی وغیرہ
 جو شخص بیہودہ اور تسخر آمیز کلمات کہنے کا عادی ہے محض اس لحاظ سے
 کہ لوگ اوسکی باتوں کو سنکر ہنساکریں وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا۔ روایت
 ہے کہ ایک شخص بغیر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں
 (سعرہ جنگ میں) شہید ہوا تو ایک دوسرے شخص نے کہا **هَيْتَ لَكَ بِالْحَيَّةِ**
 یعنی مبارک ہو جنت اسکو۔ تو حضرت نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات شہید کو پکڑ
 معلوم ہوئی کہ وہ جنتی ہے۔ شاید کہ وہ **اللہ** کلام کا عادی ہو کہ جو جنت
 میں داخل ہونیکے مانع ہو۔ یعنی لغو اور فضول پس زبان کو آٹھ چیزوں
 سے بچانا چاہئے۔

(۱) جھوٹ بولنے سے۔ گو تسخر آہی کیونکہ کیونکہ کذب امہات کبائر سے

ہی اس سے انسان کا اعتبار ساقط ہو جاتا ہی آدمی لوگوں کے نظر سے
 گر جاتا ہے۔ اگر جھوٹ کی بُرائی معلوم کرنا چاہو تو کسی جھوٹ بولتے دیکھو
 دیکھو اور یہ خیال کرو کہ اس سے تمکو کیسی نفرت ہوتی ہی جب تمہارا
 یہ حال ہو تو اس سے صاف ظاہر ہو سکتا ہے کہ اگر تم میں بھی جھوٹ
 بولنے کی عادت ہو تو تمکو بھی لوگ ایسی ہی کراہت کی نظر سے دیکھینگے۔
 (۲) وعدہ خلافی مست کر جب وعدہ کرو تو اس کے وفا کا ضرور خیال
 رکھو بلکہ اصلی حسان تو وہ ہی جو بلا افشا ہو۔ اگر کبھی بضرورت شدید یا مجبوری
 خلاف وعدہ کی ہو گئی ہو تو خیر و گرنہ یہ تفاق کی علامت ہی اور بدترین
 خصال سے ہے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ مِنْ كُنْتَ
 فِيهِ كُفْرًا مَنَافِقٌ هَرَانٌ صَامٌ وَصَلَّى مَنْ إِذَا أَحْدَثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ
 خَلَفَ وَإِذَا تُمِّنَ خَانَ جناب رسالت مآب فرماتے ہیں کہ تین خصلتیں
 جس میں ہونگے وہ منافق ہی اگر چہ وہ شخص روزہ رکھے اور نماز پڑھے
 ایک تو جھوٹ بولنا دوسرا خلاف وعدہ کی۔ تیسرا امانت میں خیانت کرنا
 غیبت بڑی بلا ہی اس سے بچنا چاہیے حدیث شریف میں آیا ہے
 کہ تین مرتبہ زنا کرنے سے بھی غیبت کرنا بدتر ہے۔ غیبت کی معنی

یہ ہے کہ کسی انسان کا غائبانہ اسطرح ذکر کرنا کہ جس کے سُننے سے اس کو
تکلیف پہونچے۔ غیبت میں دو بُرائیاں ہیں ایک تو یہ کہ جو بات غائبانہ
کہی جائے گو وہ سچی ہو تب بھی غیبت کے معنی میں داخل ہے۔ دوسرا
یہ کہ اگر وہ بات اوس میں نہ ہو تو گویا بہتان ہے۔ سب سے بدتر
غیبت نمائشی ہے جسے مطلب کو ایسے پیرایہ میں بیان کرنا کہ جس سے
اپنی عفت اور پاکباز می ظاہر ہو اور دوسروں کی برائی۔ مثلاً یوں
کہنا کہ (صلو اللہ) خدا فلا نے شخص کا بہلا کرے کہ جس نے میرے
ساتھ اس قسم کی برائی کی۔ خدا ہمو اور اوس کو ایسی برائیوں سے
بچا دے۔ یا اسکے مماثل جو کچھ ہو۔ اس میں بھی دو قسم کے برائیاں
ہیں ایک تو غیبت اور دوسرا اپنی ستائش اگر مقصود اصلو اللہ
سے محض دعا ہی تو پوشیدہ ہونا چاہئے۔ تاکہ کسی کی بدنامی نہ ہوتے
پائے۔ غیبت کے نسبت جو زجر کہ قرآن مجید میں وارد ہے وہ
انسان کے عبرت کے لئے کافی ہے قولہ تعالیٰ وَلَا يَغِيبُ بَعْضُكُم
بَعْضًا اِيْحَبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّكُنَّ لِحُكْمِ اَخِيهِ مِثْلًا فَلَئِنْ لَّمْ
غیبت نہ کرے کوئی شخص کسی۔ کیا تم میں سے کوئی شخص سب سے

دست رکھتا ہے کہ اپنے بہائی کا گوشت کہا سے در انخالیکہ وہ مرا ہوا ہو۔
 پس کراہت کرو گئے تم اوس سے۔ اس تشبیہ سے مقصود یہ ہے کہ غیبت
 سے انسان کے دل کو ویسی ہی تکلیف پہنچتی ہے جیسا کہ گوشت کو جسم سے
 جدا کرنے سے بہر حال غیبت سے سخت احتراز کرنا چاہئے۔ غیبت سے
 بچنے کا عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ انسان اپنی مصائب ظاہری اور باطنی پر
 غور کرے اور سمجھے کہ جو اسباب خود اپنی خرابی کے باعث ہیں وہی دوسرے
 کے لئے بھی ہیں پس جبکہ کوئی شخص اپنی فضیلت کو گوارا نہیں کرتا ہے تو
 دوسرے کے اظہار عیوب سے بھی معزز رہنا چاہئے۔ بلکہ اگر تم کسی کی
 عیب پوشی کرو گے تو تمہارے عیبوں کو خدا چھپا دیگا۔ اگر تم دوسرے
 کو رسوا کرو گے تو اسکے بدلے میں خداوند عالم تمکو دین و دنیا میں رسوا
 اور شرسار کر دیگا۔ اگر انسان کو اپنا ظاہری یا باطنی کوئی عیب ہی
 نہ معلوم ہو تو سمجھ لیا جاوے کہ یہ حماقت کی علامت ہے۔ اور کوئی عیب
 حماقت سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اگر خدا کو تمہاری بہلائی منظور ہو تو وہ تمکو
 تمہارے عیبوں پر مطلع کر دیگا۔ اس صورت میں اپنے آپ کو بے عیب خیال کرنا غبات
 جہل ہے۔ بالفرض اگر کسی میں کوئی عیب عینی اور نیوی نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ اس تحت ہاشک

شکر بجا کہ یہ کہ اوگون کی عیب چینی اور بد گوئی سے سرمایہ خزانہ فراہم کرے۔
 (۴) طعن۔ اعتراض خصوصیت سے اعتراض چاہیے۔ کیونکہ اس فعل سے
 مخاطب کو ایذا پہونچتی ہے۔ اور اپنی خود نمائی ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے
 ان امور کے ارتکاب سے مفت اپنے عیش کو تلخ کرنا ہے۔ کیونکہ اگر
 مخاطب جاہل ہو تو وہ بھی فوراً بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاوے گا اور اگر سلیم الطبع
 ہے تو اس وقت ٹال جاوے گا۔ مگر اسکے دل میں برامی رہیگی اور ضرور
 کبھی نہ کبھی نقصان پہونچے گا۔ قَالَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ
 وَهُوَ مُبْطِلٌ بِنِیَّ اللہِ لَهُ بُیَّتَانِی رِیْضُ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ
 مُتَّقٍ بِنِیَّ اللہِ لَهُ بُیَّتَانِی اَعْلٰی الْجَنَّةِ فرمایا جناب رسالت مآب صلی اللہ
 علیہ وسلم نے کہ جو شخص دوسرے کی بات کاٹے اور جھگڑا کرنا چھوڑ دے
 اوس حالت میں کہ وہ باطل پر ہو خدا تعالیٰ اوسکے لئے وسط جنت
 میں گھر بناوے گا اور جو دوسرے کی بات کاٹنی اور جھگڑا کرنا ترک
 کرے اوس صورت میں کہ وہ حق پر ہو تو خدا تعالیٰ اوسکے لئے
 اعلا جنت میں جگہ دیگا۔ ایسے موقع میں شیطان کے فریب سے
 بچنا چاہئے کہ وہ اکثر اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ سچی بات

کے ظاہر کرنے میں تامل کیا جائے گو یہ سچ ہے مگر وہین تک جبکہ وہ بطریق نصیحت ہو۔ اگر اس میں بھی نمائش شریک ہو گئی تو شیطان کی ہنسائی کا باعث ہو۔ جو شخص اس زمانہ کے علماء سے مخالفت پیدا کرے اس کی طبیعت میں تو ان امور کا زیادہ تر اثر ہو جاتا ہے یعنی بغیر لڑائی جھگڑے کے اسے فرصت ہی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ اس کی وسوسہ سے فضل و کمال سمجھتے ہیں۔

(۵) تزکیہ نفس۔ یعنی انسان اپنے آپ کو بطریق ستائش الایس و نیوی سے پاک نہ خیال کرے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالٰی فَلَا تَكُوْنُ اَنْفُسَكُمْ هُوَاْ اَعْمَرُ مِنْ اَلْفِیْ خَدَاۃٍ نَدَّ عَالَمٌ کَا اَرْشَادِہٖ کہ تم اپنے نفوس کو پاک نہ سمجھو۔ وہ تم سے زیادہ جانتا ہے کہ کون زیادہ پرہیزگار ہے۔ ایک حکیم سے پوچھا گیا کہ وہ کون بات ہے جو سچی ہو مگر بری۔ تو اس نے کہا کہ اپنے آپ تعریف کرنے کو سچی ہو۔ خود ستائی میں دو قبیلین اور بھی ہیں ایک تو یہ کہ آدمی اپنا سے جس میں دلیل ہو جاتا کہ دوسرا خدا کے پاس گنہگار۔ خود بینی کی بُرائی تو انسان کو اوس وقت معلوم ہو سکتی ہے کہ جب وہ دوسرے خود پسندوں کو بچشمِ عبرت

دیکھئے۔ کہ کیسی کراہت طبیعت میں پیدا ہوتی ہے۔ پس ایسے فعل قبیح کے ارتکاب سے خود وہ دوسروں کے پاس کیونکر مقبول ہو سکتا ہے (۶) لعنت سے انسان کو بہت ہی بچنا چاہئے۔ خواہ کسی انسان کے نسبت ہو خواہ حیوان و اجناس کے جیسی غلہ وغیرہ۔ اہل قبلہ کے نسبت شرک، کفر یا منافقی کا اطلاق منع ہے۔ کیونکہ بندوں کے یہید کا جاننے والا خدا ہے۔ خدا اور بندوں کے درمیان میں دخل دینا بچنا ہے۔ لعنت کو سی ضروری چیز نہیں ہے کہ جس سے باز پرس کا خدشہ ہو بلکہ شیطان پر بھی لعنت کرنے سے سکوت کیا جائے تو کچھ سوال نہ ہو گا برخلاف اسکے اگر کسی چیز پر لعنت کر دے تو ضرور مواخذہ عقبیٰ میں گرفتار ہو جاوے گا۔ خدا کی بنائی ہوئی چیزوں کے مذمت نہ کرنی چاہئے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام بُرے سے بُرے کہانے کی بھی کبھی شکایت نہیں کرتے تھے بلکہ عادت شریف یہ تھی کہ اگر عذبت ہوتی تو تناول فرماتے والا چھوڑ دیتے تھے۔

(۷) کسی کے لئے بد دعا نہ کرنی چاہئے گو کسی نے ایذا بھی پہنچائی

ہو۔ کہ ظالم سے خود خدا سمجھ لے گا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ مظلوم اپنے ظالم کے ہلاک کی خواہش کر لے گا تا کہ اس مظلمہ کا بدل ہو جائے جو ظالم سے سرزد ہوا تھا۔ اس بدل میں ظالم کا حق مظلوم پر باقی رہ جائیگا۔ جس کا خذہ قیامت کے روز مظلوم سے ہوگا۔ بعض لوگوں نے حجاج بن یوسف کے نسبت اس کے ظلم کے لحاظ سے زبان و رازی کی بہت اسکی نسبت بھی علماء سلف کا بیان ہے کہ اس زبان و رازہ سی کا اون لوگوں سے قیامت میں مواخذہ ہو گا گو اس سے بھی اس کے ظلم کے نسبت باز پرس ہوگی۔

(۸) تسخر اور مزاج سے حفاظت لازم ہے یہ ایسی بُری چیز ہے کہ اس سے بوجہ شرمندگی لوگوں کا منہ فق ہو جاتا ہے۔ اور عیب و اب میں فسوق پڑ جاتا ہے۔ مسخری آدمی سے لوگوں کو وحشت ہوتی ہے۔ تسخر اکثر دشمنی کا باعث اور خصومت و برہمی مزاج اور قطع محبت کی جڑ ہے۔ دلون میں اس سے حسد کی بنیاد قائم ہو جاتی ہے۔ بہر حال اس سے جہان تک ممکن ہو احتراز کریں بلکہ انسان کو چاہئے کہ اس مضمون پر عمل کریں اِذَا مَرَّ بِالْغُومِرِ وَاكْرَامًا۔ یعنی کلام لغو سے درگزر و امر

معروف اور بھی منکر کی ہدایت کرو۔ حقیقت میں یہ ایک بڑی آفت
 کی چیز ہے اس سے زبان کا بچنا بہت ہی دشوار ہے۔ اس سے بچنے کے لئے
 عزلت یا خاموشی سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہے۔ جناب صدیق اکبر رضی اللہ
 عنہ اکثر منہ میں پتھر رکھا کرتے تھے تاکہ ایسی باتوں سے بچیں اور
 زبان کی طرف اشارہ کر کے فرماتے تھے کہ یہی چیز ہے کہ جس سے
 بچنا کو اندیشہ ہے جب قدر ہو سکے اس کی حفاظت کرو کہ اس سے بڑھ کر انسان کیلئے
 کوئی مہلک چیز نہیں ہے خواہ دنیا میں ہو یا آخرت میں۔

۴۴ حفاظت کا نام شہوت اور حرام کھانے سے بچنا چاہئے۔ رزقِ حلال
 کی کوشش کریں جب بقدر ضرورت ملجائے تو تھوڑی پرہیزگاری کفایت کریں
 سیری سے کھانا دل کو سخت بنا دیتا ہے۔ قوتِ حافظہ میں فساد عبادت
 اور حصولِ علم میں کثالت اسی کے بدولت پیدا ہوتی ہے۔ یہی باعثِ میحاج
 شہوت ہے۔ اسی سے شکرِ شیطان کو تقویت پہنچتی ہے۔ جب طعام
 حلال کا یہ حال ہو تو اسے بر حرام خوری۔ جو شخص کہ حرام کھانے
 اور عبادت و تحصیلِ علم میں مشغول ہو تو اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی
 شخص نہرِ گلین سے گھر بنا لے۔ اگر آدمی موٹے کپڑے اور کھانے

پر راضی ہو جاوے اور لذات شہوانی کو ترک کر دے تو ارتکاب حرام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طلب حلال سے مقصود یہ ہے کہ تا یہ حد علم حرام چیز کا ارتکاب نہو اجرتِ نوحہ۔ قیمت شراب۔ سود۔ آلات لہو یعنی مزیارے کے ذریعہ سے جو حاصل ہو سب حرام ہے۔ وقف کا مال بغیر شرط وقف کنندہ کے کہنا حرام ہے۔ طالبین کے لئے جو چیز وقف ہو وہ غیر طلب العلم کیلئے ناجائز ہے۔ مردود الشہادت کے پاس کہنا حرام ہے۔ اور جو چیز صوفیائے کرام کے نام سے لیجاسی خواہ از قبل وقف ہو یا پھر اس میں تصرف حرام ہے۔ مصنف کتاب (امام غزالی رحمہ) نے احبابی علوم میں اسکی تفصیل ایک خاص باب میں لکھی ہے اگر اس سے زیادہ تفصیل معلوم کرنی ہو تو احیائے علوم دیکھیں کہ معرفت حلال و حرام کے بھی فرض ہے۔

۵ فرج۔ ارتکاب حرام سے فرج کا بچنا ضرور ہے۔ دیکھو خداوند عالم کا کیا ارشاد ہوتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ يُفْرِدُونَ هُمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلَىٰ اَنْوَاعِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاُولَٰئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ لُحْمٌ وَلَا عِظٌ مَّا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ ارتکاب حرام سے آدمی دوستی تک نہیں بچ سکتا جب تک کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت نہ کرے اور

یہ جن چیزوں کا ارتکاب حرام ہے ان سے بچنا ضروری ہے

جھوٹی امید رکھے کیونکہ اگر خدا سے سچی اور نیک امید ہوتی تو اس کے
 احکام کی تعمیل کرنا اور نیک اعمال کی رغبت ہونا بھی ضرور ہی۔ بغیر اس کے
 صرف اس قسم کا خیال کر لینا ایسا ہی بیسار کہ کوئی شخص عالم ہونے کا تو خواہشمند
 ہو مگر لکھنے پڑھنے کی کوشش نہ کرے اور فقط یہ بات دلمین قرار دی
 کہ خداوند عالم کریم و رحیم ہی اور سہیات پر قادر ہی کہ بغیر کسب علوم کے بھی دولت
 علم سے سرفراز کرے جیسا کہ خاص خاص بندوں کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ یہ بہت
 ویسی بڑی کہ حصول مال کی تو خواہش ہو مگر کسب و تجارت کا کچھ بھی خیال نہ ہو۔ اور
 صرف یہ مان لیا جائے کہ ہر گاہ خدا خزانہ سمادات و ارض کا مالک ہے۔ ممکن
 ہو کہ کوئی خزانہ ہلکوبھی دیدے۔ مگر ہر شخص کو اس طرح کا خیال کر کے کوشش کا
 چھوڑ دینا محض احمق ہی۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
 یعنی انسان صرف اپنی سعی سے سمیع ہو سکتا ہے۔ اور یہ ارشاد ہوتا ہے
 إِنَّمَا يَرْزُقُكَ رَبُّكَ بِمَا كَسَبَتْ يَدَاكَ إِنَّكَ لَرَّاكٍ - یعنی تمہارے اعمال کی جزا تم کو ملے گی۔ اِنَّ
 الْاَبْدَانَ لَقِيْ نَجِيْمٍ وَّ اِنَّ الْاَفْيَارَ لَقِيْ جَهِيْمٍ - نیک بندے بہشت میں ہیں
 اور بدکار جہنم میں۔ جب یہ حال ہی تو انسان کو زادا آخرت کے جمع کرنے
 میں ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ دنیا اور آخرت کا مالک وہی رحیم و کریم ہے

یہ جو کچھ
مذکورہ کتاب
میں ہے اس
کا نام ہے
مذکورہ کتاب
میں ہے اس
کا نام ہے

پر راضی ہو جاوے اور لذات شہوانی کو ترک کر دے تو ارتکاب حرام
کی ضرورت نہیں ہوتی۔ طلب حلال سے مقصود یہ ہے کہ تا یہ مد علم حرام
چیز کا ارتکاب نہو اجرت نوحہ۔ قیمت شراب۔ سود۔ آلات لہو یعنی مزاح
کے ذریعہ سے جو حاصل ہو سب حرام ہے۔ وقف کا مال بغیر شرط وقف
کنذہ کے کہنا حرام ہے۔ طالب علموں کے لئے جو چیز وقف ہو وہ غیر طلب
العلم کیلئے ناجائز ہے۔ مردود الشہادت کے پاس کہنا حرام ہے۔ اور
جو چیز صوفیائے کرام کے نام سے لیجائی خواہ از قبیل وقف ہو یا نحو
اس میں تصرف حرام ہے۔ مصنف کتاب (امام غزالی رحمہ) نے احیائی علوم
میں اسکی تفصیل ایک خاص باب میں لکھی ہے اگر اس سے زیادہ تفصیل
معلوم کرنی ہو تو احیائے علوم دیکھیں کہ معرفت حلال و حرام کے بھی
فرض ہے۔

۵ فرج۔ ارتکاب حرام سے فرج کا بچنا ضروری ہے۔ دیکھو خداوند عالم
کا کیا ارشاد ہوتا ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِأَفْوَ جَهُمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ۔ ارتکاب حرام سے آدمی اوست
تک نہیں بچ سکتا جب تک کہ وہ اپنی نظر کی حفاظت نہ کرے اور جن

چھوٹی امید رہے کیونکہ اگر خدا سے سچی اور نیک امید ہوتی تو اس کے
 احکام کی تعمیل کرنا اور نیک اعمال کی رغبت ہونا بھی ضرور ہی۔ بغیر اس کے
 صرف اس قسم کا خیال کر لیا ایسا ہی جیسا کہ کوئی شخص عالم ہونے کا تو خواہش
 ہو مگر لکھنے پڑھنے کی کوشش نہ کرے اور فقط یہ بات دلیں قرار دی
 کہ خداوند عالم کریم و رحیم ہے اور حسابات پر قادر ہے کہ بغیر کسب علوم کے بھی دیت
 علم سے سرفراز کرے جیسا کہ خاص خاص بندوں کے ساتھ سلوک کیا ہے۔ یہ بتا
 ویسی ہے کہ حصول مال کی تو خواہش ہو مگر کسب و تجارت کا کچھ بھی خیال نہ ہو۔ اور
 صرف یہ مان لیا جائے کہ ہر گاہ خدا خیرین سماوات و ارض کا مالک ہے۔ ممکن
 ہو کہ کوئی خزانہ بھوکو بھی دیدے۔ مگر ہر شخص کو اس طرح کا خیال کر کے کوشش کا
 چھوڑ دینا محض احمقی ہے۔ خداوند عالم کا ارشاد ہے کہ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى
 یعنی انسان صرف اپنی سعی سے سمیع ہو سکتا ہے۔ اور پھر ارشاد ہوتا ہے
 إِنَّمَا يَخْزَنُ مَالَكُمْ تَعْمَلُونَ۔ یعنی تمہارے اعمال کی جزائیں تمہاری ہیں۔
 الْآبَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَارَ لَفِي جَهَنَّمَ۔ نیک بندے بہشت میں ہیں
 اور بدکار جہنم میں۔ جب یہ حال ہے تو انسان کو زادا آخرت کے جمع کرنے
 میں ہرگز کوتاہی نہ کرنی چاہئے۔ دنیا اور آخرت کا مالک وہی رحیم و کریم

ہماری طاعت سے کچھ اوس کا کرم زیادہ نہیں ہوتا۔ اوس کا غایت کرم بھی
 کہ نیکو نعیم و ایم کے حصول کی راہ بتا دے اور نعیم و ایم یہی ہے کہ انسان
 اس چند روزہ دنیا میں ترک شہوات پر قادر ہو سکے اور ہوس باطل کے
 دور پر نہ ہو۔ یعنی یہ خیال کرے کہ بغیر عمل کے بھی بھات ہو جائیگی کیونکہ بغیر تحم
 ہونے کے درو کی امید کرنا عبث ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ ابنیا اور صالحین
 کی اتباع کی جائے۔ کہ سوائے عمل صالح کے مغفرت کی آرزو بیفایدہ ہے۔
 مَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَبُخْشَ شَتَّىٰ لِقَاءِ رَبِّهِ
 رب کا ہو تو اوس کو عمل نیک کرنا چاہئے۔ اور تیرا سب بات کو سمجھنا چاہئے
 کہ اعمال جوارح کا نشا دل ہے۔ اگر بُرے افعال سے اپنے جوارح کی نظمت
 منظور ہو تو پہلے دل کے صفائی کی کوشش کرے۔ دل کے صفائی
 کے لئے باطنی تقویٰ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دل ایک ایسا جڑ ہے کہ اگر
 یہ پاک ہو تو سب جسم اس کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے اگر یہ خراب ہو
 اور اس میں فساد پیدا ہو جائے تو تمام جسم میں فساد پیدا ہو جاتا ہے
 پس اس کے لئے مراقبہ کا التزام ضرور ہے۔

دل کے گناہوں کے بیان میں

یہ بات ظاہر ہے کہ صفات مذکورہ بہت ہیں اور اس سے دلکوصاف
 کرنے کے طریقہ بھی بے انتہا ہیں۔ مگر وہ طریقہ اسوجہ سے کہ انسان
 اپنے سب اوقات زمینت دنیا کے حاصل کرنے میں کہو دیتا ہی بالکل
 سکل ہو گئے ہیں اور اسکا علم بھی بالکل سندرست ہو گیا ہے۔ (گو کتاب
 احیاء علوم کے ربع ثالث اور ربع رابع میں اسکا ذکر بہ تفصیل ہے)
 تاہم تین چیزیں جو بالکل جنابت قلب سے ہیں اور جس سے اعتراز
 ضرور ہو ذکر کئے جاتے ہیں یعنی حسد۔ ریا اور عجب ان سے بہت
 ہی اپنے دل کو بچانا چاہئے۔ اگر اس سے نجات ہو تو پہرہ دوسرے مہلکات
 سے بچنے کو فہم ہی اگر اس پر دسترس ہو تو پہرہ خدا ہی حافظ ہو۔ جناب
 رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تَلَاثٌ مَّهْلَكَاتٌ شَيْءٌ مَطَاعٌ
 وَهُوَ مُتَّبِعٌ وَاعْتِجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ۔ تین چیزیں ہلاکت میں ڈالنے والے
 ہیں ایک بخل ہے یعنی خدا اور خلق کا حق ادا کرنا دوسرے خواہش نفسانی
 کی اطاعت کرنا۔ تیسرے خود بینی۔ حسد بھی بخل کا شعبہ ہے۔ کیونکہ بخل وہ
 ہو کہ جو اپنی چیز غیر کو نہ دے۔ اور شہیجہ اسکو کہتے ہیں کہ جو نعمات الہی
 پر قادر ہو اور اس کے صرف کرنے میں بخل کرے۔ حاسد جب کہتا ہے

کہ کوئی شخص نعمات الہی سے (یعنی علم و مال سے) مالا مال ہو تو اوسکو
 بہت ناگوار ہوتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ اوس کے زوال و منتزلت کے خواہش کرتا رہتا ہے
 اگرچہ کسی زوال و منتزلت سے اوسکا کوئی فائدہ نہیں ہو مگر اس بات کا دُشمن
 ضرور ہوگا۔ یہہ گویا انتہا درجہ کی جفاکشی ہے۔ اسواسطے حدیث شریف
 میں آیا ہے الْحَسَدُ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ یعنی جیسی آگ
 لکڑی کو کھا جاتی ہے ویسا ہی حسد نیکیوں کو چٹ کر جاتا ہے۔ حاسد ایسا بد
 ہے کہ کبھی اوسپر رحم نہ ہو گا وہ ہمیشہ عذاب دنیا میں مبتلا رہے گا کیونکہ دنیا
 میں اکثر بندہ ایسے ہیں کہ جو انعام الہی سے سرفراز ہیں اوسکا دیکھنا ہی
 اوسکے لئے جہنم کا کام دیگا۔ جب کہ دنیا کے عذاب کا یہہ حال ہو تو
 آخرت کا اللہ ہی نگہبان ہے۔ انسان اوسوقت تک حقیقت و لذت ایمان
 سے مستفیض نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اوس چیز کو جو اپنے لئے پسند
 اور دوست رکھتا ہو تمام مسلمانوں کے لئے دوست نہیں رکھتا۔ ظاہر
 و باطن تمام کے ساتھ ایک قسم کا برتاؤ چاہئے کیونکہ سب مسلمان مثل بنا
 واحد کے ہیں اور ایک کو دوسرے سے تائید ملتی ہے جیسا بچہ سعدی
 علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے **قطعه** بنی آدم اعضائی یکدیگر اند

کہ در آفرینش ایک چھوہرا نہ ہو چون مضموی بد و آدور و روزگار ہو
 اگر خدا را سنا نہ قرار ہو پس چٹیک استدر ہمدوسی اور محبت یا سہی انسان
 میں نہ پیدا ہو اور سوقت تک شرہ اعمال کے امید رکھنا اور ہلاکت سے
 بچنے کا خیال کرنا بے سود ہے۔

۱۰۰ ریاء۔ یہہ فوشرک خفی ہے۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَلْهَوَاُ الشِّرْكَ الْاَكْهَرُ قَالُوا وَمَا الشِّرْكَ الْاَكْهَرُ قَالَ الرَّيَاءُ فرمایا
 جناب رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ شرک اصغر سے بچو تو
 پوچھا حاضرین نے کہ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے تو آپ نے فرمایا
 کہ ریاء ہے۔ اصل معنی ریاء کے یہہ ہیں کہ باطلہا و منصایل نیک لوگوں کے
 دلوں میں جگہ پیدا کرنا۔ تاکہ نمائش و منزلت حاصل ہو جب چاہ انسان
 میں صرف بوجہ اتباع خواہش نفسانی پیدا ہو جاتی ہے اس میں اکثر لوگ بہاد
 اور ہر باوہر چکے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں۔ لوگ اگر انصاف کریں
 تو سمجھیں کہ مادی اعمال تو رہے درکنار اونکے علوم و عبادات کی
 عمر کہ ابھی ریاء و نمائش ہی اور یہ ایسی بڑی بلا ہے کہ اعمال حسنہ کے
 ثواب کو برابر کئے دیتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب

بعض شہید قیامت کے دن دوزخ کے طرف پہنچے جائینگے تو عرض
 کریں گے کہ اے پروردگار یہ فعل تو ہنسے تیری خوشنودی کے لئے کیا
 کیا اسکی بھی جزا ہے۔ تو جناب باری سے حکم ہوگا کہ تہین تمھاری یہ خواہش
 سچی کہ لوگ تمکو جو انزد کہیں سو تمھاری یہ خواہش پوری ہو چکی یعنی تم لوگوں
 میں شجاع کہلاے پس تمھارے لئے یہی اجر تھا۔ یہی حال علما و حجاج و داعین
 وغیرہ کا ہے۔ عجب و کبر و فخر۔ یہ تو بڑی سخت بیماری ہے۔ عجب وہ ہے کہ
 آدمی اپنے آپ کو بنظر عظمت اور دوسرے کو بنظر ذلت و حقارت
 دیکھے۔ اور ہر بات میں ستم ستم زبان پر ہو جیسا کہ ابلیس لعین کا دعویٰ ہوتا
 کہ اَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ میں آدم سے
 اچھا ہوں کیونکہ تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔ عجب
 سے غرض یہ ہے کہ لوگوں میں اپنی توقیر ہو اور ہر کام اور ہر بات میں
 لوگ اپنی غرت کریں کبر کی یہ معنی ہیں کہ ہدایت نیک کے قبول کو غیہ
 نفس میں گمراہ ہو۔ اور تردید قول سے بچ۔ المختصر جو شخص کہ اپنے کو
 دوسروں سے اچھا سمجھے وہ متکبر ہے۔ بلکہ انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیے
 کہ نیک وہ شخص ہے جو خدا کے پاس بھی نیک ہو مگر اسکا معلوم کرنا محال

ہر کیونکہ وہ متعلق بعلم غیب ہی اسکا حال وقت اخیر معلوم ہو سکیگا۔ یہ
 خیال کر لینا کہ ہم ہی سب سے اچھے ہیں جہالت ہی بلکہ چاہئے تو یہ
 کہ ہر شخص کو اپنے سے اچھا سمجھے۔ مثلاً بچوں کو دیکھیں تو یہ خیال
 کریں کہ یہ کم سن ہیں انہوں نے معصیت نہیں کی ہے۔ اور ہم گناہین
 ہیں۔ بیشک یہ ہم سے اچھے ہیں۔ اگر بوڑھوں کو دیکھیں تو یہ خیال
 کریں کہ انہوں نے بوجہ کبر سن ہم سے زیادہ عبادت کی ہے۔ اس لئے
 یہ ہم سے بہتر ہیں۔ اگر عالم ہوں تو یہ سمجھیں کہ انکو خدا نے ایسی بزرگی
 دی ہے جو ہم میں نہیں ہے۔ تو ہم انکے برابر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اگر کسی
 جاہل کو دیکھیں تو یہ سمجھیں کہ اس نے بوجہ لاعلمی ہماری کی اور ہم نے
 جان بوجہ کر معصیت کی ہے ہمیں پر سخت عذاب ہوگا۔ اگر کافر ہو تو
 یہ خیال کرے کہ شاید یہ کسی مسلمان ہو جائے اور اسکا خاتمہ بخیر ہو
 ممکن ہے کہ وہ مقبول بارگاہ ہو جائے اور ہم مردود رہیں۔ الحاصل
 تکبر اور وقت تک دفع ہو نہیں سکتا جب تک کہ پوری طور پر یہ یقین
 نہ ہو جائے کہ بزرگ وہ ہے جو خدا کے پاس بزرگ ہے۔ اور اسکا معلوم
 کرنا خاتمہ پر موقوف ہے۔ جب یہ بات بالکل غلط نشین ہو جائے تو

رفتہ رفتہ نگہِ دفع ہو سکتا ہی کیونکہ خاتمہ کا کس کو علم ہی۔ خدا مقلب القلوب
 ہی جس کو چاہا ہدایت پر لایا اور جس کو چاہا گمراہ کیا۔ حمد وغیرہ کے برائیوں
 میں تو بہت سے احادیث ہیں مگر یہاں صرف ایک حدیث کا نقل کرنا
 باقتضائے مقام کافی ہو گا۔ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ رَجُلٍ أَنَّهُ
 قَالَ لِمَعَاذِ يَا مَعَاذُ حَدَّثَنِي حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 عَلَيْكَ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يَسْكُتُ ثُمَّ سَكَتَ ثُمَّ قَالَ وَاشْتَوَقَاهُ
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَى لِقَائِهِ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَا مَعَاذُ إِنِّي مُخَذِّجُكَ بِمَدِينَةٍ
 إِنْ أَنْتَ حَفِظْتَهُ نَفَعْتُكَ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنْ أَنْتَ ضَيَعْتَهُ وَلَمْ تَحْفَظْهُ
 انْقَطَعَتْ حُجَّتُكَ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا مَعَاذُ إِنَّ اللَّهَ
 تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ سَبْعَةَ أَمْلَاقٍ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضَ فَيَجْعَلُ لِكُلِّ سَمَاءٍ مِنَ السَّبْعِ مَلَكًا يَوَاقِبُ عَلَيْهَا
 فَيَتَعَصَّدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ الْعَبْدِ مِنْ حِينَ أَصْبَحَ إِلَى حِينَ امْسَى
 لَهُ نُورٌ كَنُورِ الشَّمْسِ حَتَّى إِذَا صَعِدَتْ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا
 رَكَتَهُ وَكَثَرَتْهُ فَيَقُولُ الْمَلَكُ الْمُؤَكَّلُ بِهَا لِلْحَفَظَةِ إِضْرِبُوا بِهَذَا

الْعَمَلُ وَجْهٌ صَاحِبُهُ أَنَا صَاحِبُ الْغَيْبِ أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَعْلَمَ
 عَمَلٌ مِنَ عَمَلِ النَّاسِ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي قَالَ ثُمَّ تَأْتِي الْحَقَقَةُ
 بِعَمَلِ صَاحِبٍ مِنْ أَعْمَالِ الْعَبْدِ فَتَزَكِّيهِ وَتَكْذَرُهُ حَتَّى يَبْلُغَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ
 الثَّانِيَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قَفُّوا وَأَضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ
 وَسَبِّهِ صَاحِبُهُ إِنَّهُ أَرَادَ بِعَمَلِهِ عَرْشَ الدُّنْيَا أَنَا مَلِكُ الْفَخْرِ
 أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعُ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي إِنَّهُ كَانَ يَفْتَحِرُ
 عَلَى النَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ أَنَا مَلِكُ الْفَخْرِ قَالَ وَلْيَصْعَدُ الْحَقَقَةُ
 بِعَمَلِ الْعَبْدِ يَنْتَهِي نُورًا مِنْ صَدَقَةٍ وَصَلَاةٍ وَصِيَامٍ قَدْ عَجَبَ
 الْحَقَقَةُ فَيَجْأُ وَنُزُولًا بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ
 الْمُوَكَّلُ بِهَا قَفُّوا وَأَضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهٌ صَاحِبُهُ أَنَا مَلِكُ
 الْكِبَرِ أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعُ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي إِنَّهُ
 كَانَ يَتَكَبَّرُ عَلَى النَّاسِ فِي مَجَالِسِهِمْ قَالَ وَلْيَصْعَدُ الْحَقَقَةُ
 بِعَمَلِ الْعَبْدِ يَنْتَهِي كَمَا يَنْتَهِي هُوَ الْكَوْكَبُ الدَّرِي لَهُ دَرَوِي مِنْ
 قَسَمٍ وَصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَحَجٍّ وَعُمْرَةٍ حَتَّى يَجْأُ وَنُزُولًا بِهِ
 إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمُوَكَّلُ بِهَا قَفُّوا وَأَضْرِبُوا

بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَظَهْرَهُ وَبَطْنَهُ أَنَا صَاحِبُ الْعَجَبِ
 أَمَرَنِي رَبِّي أَنْ لَا أَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي إِنَّهُ كَانَ
 إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَدْخَلَ الْعَجَبَ فِيهِ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
 بِعَمَلِ الْعَبْدِ حَتَّى يُجَاوِزَ رُؤُوسَ السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ كَأَنَّهُ الْعُرْسُ
 الْمَرْفُوعَةُ إِلَى بَيْعِهَا فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمَوْكَلُ بِهَا قِفُوا وَاصْرُبُوا
 بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ وَأَحْمِلُوهُ عَلَى عَائِقِهِ أَنَا مَلِكُ الْحَسَدِ
 إِنَّهُ كَانَ يَحْسَدُ مَنْ يَتَعَلَّمُ وَيَعْمَلُ بِمِثْلِ عَمَلِهِ وَكُلُّ مَنْ كَانَ يَأْخُذُ
 فَضْلًا مِنَ الْعِبَادَةِ كَانَ يَحْسَدُهُمْ وَيَقَعُ فِيهِمْ أَمَرَنِي رَبِّي
 أَنْ لَا أَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ
 بِعَمَلِ الْعَبْدِ لَهُ ضَوْءٌ كَضَوْءِ الشَّمْسِ مِنْ صَلَاةٍ وَنَزَاكَةٍ وَحَجٍّ
 وَحُمْرَةٍ وَجَهَادٍ وَصِيَامٍ يَتَجَاوِزُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ
 فَيَقُولُ لَهُمُ الْمَلِكُ الْمَوْكَلُ بِهَا قِفُوا وَاصْرُبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ
 صَاحِبِهِ إِنَّهُ كَانَ لَا يَرْحَمُ إِنْسَانًا قَطُّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ أَمَّا بَعْدُ
 بَلَاءٌ أَوْ مَرَضٌ بَلْ كَانَ لِي شِمْتُ بِهِ أَنَا مَلِكُ الرَّحْمَةِ أَمَرَنِي
 رَبِّي أَنْ لَا أَدْعَ عَمَلَهُ يُجَاوِزُنِي إِلَى غَيْرِي قَالَ وَتَصْعَدُ

الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ الْعَبِيدِ مِنْ صَوْمٍ وَصَلَاةٍ وَنَفَقَةٍ وَجِهَادٍ وَ
 وَرَيْحٍ لَهُ دَرِيٌّ كَدَرِيٌّ الْقَلْبِ وَضَوْءٌ كَضَوْءِ الشَّمْسِ وَمَعَهُ ثَلَاثَةُ
 آلَافٍ مَلَائِكَةٍ يَجَاوِزُونَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ
 لَهُمُ الْمَلَكُ الْمُؤْتَلِّ بِهَا قَفْرًا وَأَضْرِبُوا بِهَذَا الْعَمَلِ وَجْهَ صَاحِبِهِ
 وَأَضْرِبُوا جَوَارِحَهُ وَاقْفُلُوا بِهِ عَلَى قَلْبِهِ فَإِنِّي أَخْجِبُ عَنْ رَبِّي
 كُلَّ عَمَلٍ لَمْ يُؤَدِّ بِهِ وَجْهَ رَبِّي إِنَّهُ إِنَّمَا أَرَادَ بِعِلْمِهِ عَيْنَ اللَّهِ
 تَعَالَى إِنَّهُ أَرَادَ بِهِ رَفْعَةً عِنْدَ الْفُقَهَاءِ وَذِكْرًا عِنْدَ الْعُلَمَاءِ
 وَصِيئَةً فِي الْمَدَائِنِ أَمَرْتُ رَبِّي أَنْ لَا أُدْعَى عَمَلُهُ يَجَاوِزُنِي
 إِلَى غَيْرِي وَكُلُّ عَمَلٍ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ تَعَالَى خَالِصًا فَهُوَ رِيَاءٌ وَلَا يَقْبَلُ
 اللَّهُ عَمَلَ الرِّيَاسِ قَالَ وَتَصْعَدُ الْحَفَظَةُ بِعَمَلِ الْعَبِيدِ مِنْ صَلَاةٍ وَ
 زَكَاةٍ وَصِيَامٍ وَحَجٍّ وَحُمْرَةٍ وَخُلُقٍ حَسَنٍ وَصَمْتٍ وَذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى
 فَتَشِيعُهُ مَلَائِكَةُ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ حَتَّى يَقْطَعُوا بِهِ الْحُجُبَ
 كُلُّهَا إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَيَقِفُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَشْهَدُونَ لَهُ
 بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ الْتَخْلِصِ لِلَّهِ تَعَالَى فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى أَنْتُمْ الْحَفَظَةُ
 عَلَى عَمَلِ عِبِيدِي وَأَنَا الرَّقِيبُ عَلَى مَا فِي قَلْبِهِ إِنَّهُ لَمْ يَرِدْ نِي

بِهَذَا الْعَمَلِ وَإِنَّمَا أَرَادَ بِهِ غَيْرِي فَعَلَيْهِ لَعْنَتِي فَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهَا عَلَيْكَ
 تَعْنَمُكَ وَلَعْنَتُكَ لَعْنَةُ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَمَنْ فِيهِنَّ ثُمَّ يَكُونُ مَعَاذُ
 وَأَنْتَ بِنَجَابَتِكَ وَمِنْكَ وَقَالَ مَعَاذُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ
 وَأَنَا مَعَاذُ فَتُفَعِّلُنِي بِالْعِبَادَةِ وَالْخَلَاصِ مِنْ ذَلِكَ قَالَ اقْتَدِمْ وَإِنْ
 كَانَ فِي عَمَلِكَ نَقْصٌ بِمَعَاذٍ حَافِظٌ عَلَى لِسَانِكَ مِنَ الْوَقْعَةِ فِي
 أَخْرَانِكَ مِنْ حَمَلَةِ الْقُرْآنِ خَاصَّةً وَاحْمِلْ ذُنُوبَكَ عَلَيْكَ أَوَّلًا
 هَمَلَهَا عَلَيْهِمْ وَلَا تَزَلْ نَفْسَكَ وَتَذَهُمْ وَلَا تَزْجَعْ نَفْسَكَ عَلَيْهِمْ
 وَلَا تَحْمِلْ عَلَى الدُّنْيَا فِي عَمَلِ الْآخِرَةِ وَلَا تَرَاكَ بِعَمَلِكَ وَلَا
 تَتَكَبَّرَ فِي تَجَلُّدِكَ لَكِنِّي أَخَذْتُ مِنَ النَّاسِ مِنْ سَوْءِ خَلْقِكَ وَلَا تَنْجُ رَجُلًا
 وَعِنْدَكَ أَخْرُ وَلَا تَعْظِمَ عَلَى النَّاسِ فَتَقْطَعَ عَنْكَ خَيْرَاتُ الدُّنْيَا
 وَالْآخِرَةِ وَلَا تَمُرَّ قِيَامُ النَّاسِ بِلِسَانِكَ فَتَهْرَقَ كَلَابُ الْإِنَارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
 فِي النَّارِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَالنَّاسِطَاتُ نَشَاطٌ هَلْ تَدْرِي مَا هُنَّ
 يَا مَعَاذُ قُلْتُ مَا هِيَ يَا بَنِي آدَمَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَلَابُ فِي النَّارِ
 تَنْشَطُ اللَّحْمَ مِنَ الْعَظْمِ قُلْتُ يَا بَنِي آدَمَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ
 يُطِيقُ هَذَا الْخِصَالِ وَمَنْ يَجُوزُ مِنْهَا قَالَ يَا مَعَاذُ إِنَّهُ لَا يَسْبِرُ

عَلَى مَنْ يَسَّرُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ ذَلِكَ أَنْ تُحِبَّ
لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَتَكْرَهُ لَهُمْ مَا تَكْرَهُ لِنَفْسِكَ فَإِنَّكَ أَنْتَ
يَا مُعَاذُ قَدْ سَمِعْتَ ابْنَ مَبَارَكٍ سَے روایت ہے کہ ایک شخص نے معاذ
سے کہا اے معاذ وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے جناب رسول مقبول
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی ہے۔ سائل کہتا ہے کہ یہ ہشتے ہی معاذ
اس قدر رونا شروع کئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ سکوت نہ کر سکے۔ پہرہ کیا
ساکت ہوے اور واشوقاۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی لفظ
کہہ کر بیان کئے کہ جناب رسالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ اے معاذ
میں تجھ سے ایک حدیث کہتا ہوں اگر تو اس کو یاد رکھے تو فہم دیگی تجھ کو
اللہ کے پاس۔ اگر تو اس کو سنایا کر دے یا پہول جاسے تو پہ قیامت
کے دن خدا کے سامنے تو کوئی دلیل پیش نہ کر سکیگا۔ اے معاذ قبل
پیدا کرنے زمین و آسمان کے خداوند عالم نے سات فرشتوں کو
پیدا کیا۔ اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر دربان مقرر کیا۔ جو فرشتے
کہ متخیر اعمال کے لئے معین ہیں وہ صبح سے شام تک ہر شخص کے
اعمال کو جو کچھ ہوں آسمان پر لے جاتے ہیں تو آسمان اول کا دربان

کہ اس عمل کو صاحب عمل کے پاس ہی پہنچاؤ۔ مین صاحب
 ہوں مجھ کو اللہ کا یہ حکم ہی کہ جو شخص دوسروں کی غیبت کرتا
 ہے اعمال کو روک دوں۔ پہر یہ فرشتہ دوسرے شخص کے
 اعمال کو لیکر تعریف کرتے ہوئے آسمان پر جاتے ہیں یہاں
 دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں تو وہاں کا دربان کہتا
 ہے فرشتہ فخر ہوں مجھ کو ایسے شخص کے اعمال کو آگے بڑھا۔
 بارت نہیں ہے کہ جس نے یہ اعمال صرف منفعت دنیا کے
 لیے کیا ہی کیونکہ یہ شخص اپنے اعمال کے گہنڈ پر مجلسوں
 کیا کرتا تھا پہر وہ فرشتہ ایک اور شخص کے نیک اعمال
 زقبیل صدقہ و صلوات و صوم ہین) نہایت تعجب کے ساتھ
 آسمانوں پر سے عبور کرتے ہوئے تیسرے آسمان تک
 جا تو وہاں کا دربان کہیگا کہ مین فرشتہ کبر ہوں مجھ کو حکم
 لمبرین کے اعمال کو نہ چھوڑوں یہ شخص متکبر تھا اوس
 اوس کے پاس بھیج لیاؤ۔ پہر اور ایک شخص کے اعمال نیک

مگر موکل آسمان چارم کہیگا کہ مین صاحب عجب ہوں اس شخص کے اعمال
 مین عجب یعنی غرور شریک ہی مجھ کو ایسے شخص کے اعمال کے چھوڑنے
 کی اجازت نہیں ہے۔ اسی طرح ایک اور شخص کے اعمال حسنہ مثل عروس
 کے لئے ہوئے آسمان پنجم پر پہنچینگے تو وہاں کا فرشتہ کہیگا کہ مین
 صاحب حسد ہوں اس شخص کے اعمال کو داپس لیجاؤ کہ یہ جب کسیکو
 دُشمنی علم یا مثل اپنے کام کرتے ہوئے دیکھتا یا کسیکو اچھی حالت مین پاتا
 تو حسد و عیب جلدی کیا کرتا تھا۔ علیٰ ہذا پہر ایک کے اعمال حسنہ کہ جسکی چمک چاند
 کی سی ہوگی (از قبیل نماز۔ زکاۃ۔ حج۔ عمرہ۔ جہاد۔ روزہ) لئے ہوئے
 آسمان ششم پر پہنچینگے تو موکل آسمان ششم کہیگا کہ مین صاحب حسد
 ہوں یہ شخص کبھی کسی مصیبت زدہ و بلا رسیدہ پر رحم نہیں کرتا تھا
 بلکہ اس کی عادت تھی کہ ایسے لوگوں کی شہادت کرے لہذا مین ایسے
 شخص کے اعمال کو ادھر جانے دینے سے ممنوع ہوں اسکے اعمال
 پہر لیجاؤ اسی طرح پہر ایک کے نیک اعمال (مثل نماز و روزہ نفقہ
 و جہاد و اتقا کہ جسکی چمک دمک مثل آفتاب کے ہونگے لیکر ساتویں
 آسمان تک عروج کریں گے لیکن جو موکل وہاں متعین ہو کہیگا کہ مجھ کو

شرم آتی ہو کہ ایسے شخص کے اعمال کو چھوڑ دوں کہ جو اللہ کی خوشنودی
 کے لئے توہین کئے گئے صرف علماء و فقہاء کے پاس اپنے علوم و تربیت
 کے لحاظ سے کئے گئے ہیں اس سے تو فقط شہرت منظور تھی۔ پہچان
 جو عمل کہ محض بہ نیت رضاے الہی نہ ہو وہ ریاہی اور عمل ریاائی اللہ
 تعالیٰ کے پاس مقبول نہیں ہے۔ اسکے سوا بعض لوگوں کے اسے اعمال بھی ہو گئے
 جو ان سب مراتب سے گزر کے خاص بارگاہ قدس میں پہنچ جائیں گے
 اور کل ملائکہ اس نیک عمل کی گواہی دینگے با این جناب باری سے
 ارشاد ہو گا کہ تم تو صرف محافظین اعمال ہو اور میں اسکا رقیب ہوں
 مجھ کو اس شخص کے دلی قصد سے آگاہی ہے۔ اس نے یہ عمل خاص
 میرے لیے نہیں کیا ہے۔ بلکہ دوسروں کے دیکھانے کے لئے
 کیا ہے اس واسطے میں اس شخص پر لعنت کرتا ہوں یہہ سنتے ہی
 کل ملائکہ لعنت کرینگے بلکہ آسمان و زمین اور اس میں رہنے والے
 بھی لعنت کرینگے۔ یہہ سنتے ہی معاذ رونا شروع کئے اور ایک
 چیخ ماری اور جناب رسالتا ب صلم سے عرض کئے کہ یا رسول اللہ
 آپ تو رسول ہیں اور میں معاذ ہوں تو پہر فرمائیے کہ میری سچائی

کی کیا سبیل ہو تو آپ نے فرمایا کہ میری اقتدا کرو مگر تمہارے اعمال میں
 نقص ہو۔ اسے معاذ ابنا ہی جنس کے غیبت سے خاصہ مسلمانوں
 کے اور عموماً سب کے غیبت سے اپنی زبان کو بچاؤ۔ اپنی برائی کو اپنے
 ہی تک محدود رہنے دو دوسروں کے فترا کہ میں مت باندھو۔ اور لو
 کی مذمت کر کے تم اپنے کو مت رسوا کرو۔ اعمال دنیا کو اعمال آخرت
 میں مت شریک کرو۔ ریاست کرو۔ تکبر کو چھوڑ دو کہ تمہاری خلق سے
 جو لازمہ کبر ہو لوگ خائف نہ ہو جائیں لوگوں کو دشنام مت دے تاکہ
 دوزخ کے کتے ٹکونہ کاٹ کہائیں۔ وہ جو خداوند عالم کا ارشاد ہی
 والہا نشاط نشاط امر معاذ تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہی تو معاذ نے
 عرض کیا کہ میرے مان باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ آپ ہی
 فرمائیے کہ وہ کیا ہی تو آپ نے کہا کہ وہ دوزخ کے کتے ہیں پڑیوں
 سے گوشت جدا کرتے ہیں۔ تو معاذ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی
 خصلتوں کا اختیار کرنا تو بہت دشوار معلوم ہوتا ہے معلوم نہیں کہ نجات
 کیونکر ہو۔ تو ارشاد ہوا کہ اے معاذ اگر اللہ چاہے تو سب کچھ آسان ہے
 مگر انسان کو اس قدر لحاظ ضرور ہے کہ جو چیز اپنے لئے پسند کرے وہ غیبت

لئے بھی ویسی ہی عزیز رکھے اور جو چیز اپنے لئے ناپسند کرے وہ غیر کیلئے
 بھی اچھی نہ سمجھے اگر یہ بات ہو جائے تو پھر سلامتی ہی۔ خالد بن سدران ^{سہین} کہتے
 کہ اس حدیث کے سننے کے بعد میں نے کسی کو معاوضے زیادہ قرار کچ
 عطا دت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بہر حال ان ابواب کے حصول کا خیال
 لازم ہی۔ یہ سب خرابیاں صرف اسوجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ اکثر لوگ
 علم کو صرف جاہ و منزلت کے لئے حاصل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے
 اس بلا میں پھنس جاتے ہیں بلکہ ان سے تو جاہل ہی اچھے کہ ایسے امور
 سے کو سون بہا گئے ہیں۔ اس واسطے ان مہلکات سے حذر کرنا اور اپنے
 قلب کے صفائی کی فکر کرنا بہت ضرور ہی۔ یہ تینوں فصلتیں جو ذکر ہو چکی
 امہات جناب قلب سے ہیں اور اسکی جڑ حُب دنیاء ہے۔ اس واسطے جناب
 رسالت آف فرماتے ہیں کہ حُب الدُّنْیَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ اور وہ جو
 الدُّنْیَا مِنْ رَعَاةِ الْآخِرَةِ ہے صرف اوس شخص کے لئے ہی جو دنیا
 کو اوس قدر اختیار کرے کہ جس سے امور دینی میں تاخیر ہو۔ اور جسکی
 نیت یہ ہو کہ صرف تنعمات دنیا میں پیسے رہیں اوس کے لئے تو باعث
 ہلاکت ہی۔ یہاں تک تو ظاہر تقویٰ کا ذکر بقدر ضرورت بیان ہو چکا پس

اولاً ان معاملات کا استحسان انسان اپنے نفس کے ساتھ کرے اگر اس میں کامیابی ہو تو پہرا حیا و العلوم کا مطالعہ کرے کہ جس میں باطن تقویٰ کا ذکر ہے۔ جب باطن تقویٰ سے بھی دل کی آراستگی ہو جائے تو اس وقت بندہ اور خدا کے درمیان جو حجاب ہو رفع ہو جائیگا۔ انوار معارف منکشف ہونگے۔ چشمہ ہامی علوم نافعہ دریای دل سے جاری ہونگے۔ اسرار ملک و ملکوت کھل جائیں گے۔ اور اس وقت ادن علوم باطنی پر بصیرت و قدرت حاصل ہو جائیگی کہ جس کے مقابلہ میں یہ علوم ظاہری کہ جتنا ذکر تک صحابہ و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں نہیں تھا نظر سے گرجائیں گے اگر با این تگو اسی قیل و قال اور جھگڑے میں مبتلا رہنا پسند ہو تو بڑی ہی مصیبت کی بات ہو اور یہ انتہا حسرت و ندامت کا معاملہ ہے۔

آداب صحبت و معاشرت با خدا و یا بندگان خدا

انسان کے حضور سفر اور خواب و بیداری بلکہ موت و حیات میں جو رقیق ہو وہ وہی پروردگار ہی جو سب کا مالک اور خالق ہے۔ اور رقیق بھی ایسا کہ جب تم یاد کرو تو تمہارے ساتھ ہی۔ چنانچہ کس مہربانی سے

ارشاد ہوتا ہے کہ اَنَا جَلِيسٌ مِنْ ذِكْرِ لِيْ اور جب بوجہ قصور عبادت و
ظہور معصیت کے کیا دل شکستہ ہو تو اویسی عنایت کا رمویائی کر لگی
چنانچہ حکم ہوتا ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مِنْ اَجَلِيْ۔ اگر انسان
ذرا اسباب کو خوب سمجھ لے تو کیا سوا می اللہ کے اور کیا اپنا معین
و حامی خیال کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں پس تمام اوقات اسی ملازمت فکر میں
صرف ہونا سرمایہ نجات ہے۔ اگر اسکا التزام محال ہو تو جب کبھی رات دن
میں موقع ملے اپنے صاحب کے طرف رجوع کرنا۔ اور عجز و الحاج
اپنے حاجات کا پیش کرنا بہت ضرور ہے اسکی خلوت کہتے ہیں اور
اس خلوت میں آداب مع اللہ کا لحاظ چاہئے جو چودہ ہیں۔ ۱۔ سب سے پہلے
رہیں اور آنکھیں بند ہوں ۲۔ بالکل خداوند عالم کی طرف متوجہ ہوں۔
۳۔ ساکت رہیں ۴۔ جو ارج میں سکون ہو ۵۔ امثال اوامر کی پابندی ہو
۶۔ اور نیز اجتناب از نواہی کی بھی ۷۔ راضی بر صانع الہی ہو۔
۸۔ عاومت ذکر کے قلب و لسان سے رہے ۹۔ فکر لغائے الہی ہو۔
۱۰۔ حق بات کا اختیار کرنا باطل کا ترک کرنا ۱۱۔ مخلوقات سے ہر حال
میں قطع امید کرنا ۱۲۔ خضوع بخوف و ہیبت الہی ۱۳۔ انکار مع الحیاء

۱۲۷ حیلہ کب سے ماتھ دہونا کیونکہ خدا رزق کا مہمان ہے۔ وَمَا مِنْ
 دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا ۚ اللَّهُ فَاعِلٌ فَضْلُكَ
 کیونکہ سوائے خدا کے کوئی مہربی نہیں ہے۔ یہہ آداب اسطرح اختیار
 کئے جائیں کہ گویا عادت میں داخل ہو جائیں۔ کیونکہ یہہ آداب
 اوس مالک کے ساتھ ہیں جو ایک لحظ اپنے بندوں سے جدا
 نہیں ہوتا۔ مخلوقات کی محبت و ملاقات ایسی نہیں ہے کہ وہ کبھی
 ملے ہیں اور کبھی جدا رہتے ہیں۔ اگر کوئی عالم ہے تو اوسکو معلوم کرتا
 چاہئے کہ عالم کے سترہ آداب ہونے چاہئیں۔

آداب عالم

- ۱۔ بروبار ہی ۲ روزم علم ۳ مجلس میں وقار اور آئین کے ساتھ
- بیٹھنا ۴۔ بندگان خدا کے ساتھ تکبر نہ کرے مگر ظالم کے ساتھ تاکہ
- اوسکو نہ جبر ہو ۵۔ محافل و مجالس میں تواضع کا لحاظ رکھنا ۶۔ ترک نہزل
- و مزاح ۷۔ شاگردوں پر مہربانی کرنا اور بھال سے درگزر نہ
- ۸۔ نیک تفہیم سے بلید الطبع کی اصلاح کرنا ۹۔ بلید الطبع پر غضب کرنا
- ۱۰۔ جربات معلوم ہوا اوس سے صاف اقرار کرنا اور کچھ شرم نہ کرنا۔

۱۱ سایل کے تفہیم میں جہان تک ممکن ہو کوشش کرنا ۱۲ دلیل کو ماننا گو
 دشمن بھی پیش کرے۔ ۱۳ سچی بات کا ماننا اگرچہ اپنے سے کم مرتبہ
 شخص کہے ۱۴ طالب علم کو مضر علم کے حاصل کرنے سے جیسا سحر و
 نجوم و رمل وغیرہ منع کرنا ۱۵ طلباء کو اس بات سے منع کرنا کہ وہ علوم
 نافع یعنی علوم دین سے دنیوی اغراض متعلق نکرین ۱۶ طلباء کو قبل
 از ادا ای فرض عین فرض کفایہ کے طرف رجوع کرنے سے منع کرنا
 فرض عین یہ ہو کہ ظاہر و باطن تقویٰ سے آراستہ ہو ۱۷ پابندی
 عمل کیونکہ بغیر عمل کے دوسروں پر نصیحت موثر نہیں ہوتی۔

آداب طلبا

۱ استاد کو سلام کرنا اور یا اجازت اور کئی خدمت میں حاضر ہونا
 ۲ استاد کے سامنے بڑھ زبانی نکرنا ۳ جب تک استاد
 کسی بات کو نہ پوچھے اپنی طرف سے کچھ نہ بیان کرے ۴ جب تک
 استاد کی اجازت نہ ہو کوئی چیز طلب نہ کرنا ۵ استاد کے
 قول سے تعارض نہ کرنا۔ یعنی یہ کہنا کہ فلان شخص نے آپ کے
 برخلاف اس طرح بیان کیا ہے۔ ۶ خلاف راہی استاد کے کوئی کام

۷ جس مجلس میں اوستا موجود ہو پہرہ دوسرے شخص سے برا
 مشورت کرنا منع ہے ۸ اوستا کے سامنے بادب بیٹھے اور تہ
 کے ۹ اگر اوستا دغملگین یا فکر مند ہو تو زیادہ سوالات نہ کرنا چاہئے
 پ اوستا د اٹھے تو آپ بھی قہطیما اٹھ کھڑے ہونا چاہئے۔ ا
 اوستا د مجلس سے اٹھے تو اوس سے باتیں اور سوال کرتا ہوا پیچھے پیچھے
 استے میں چلتے چلتے سوال نہ کریں الا یہ کہ وہ اپنے قیامگ
 جائیں ۱۳ اساد سے بدظنی نہ کرے۔ گو اوستا د سے
 ہکر وہ سرزد ہوا ہو۔ اگر اس قسم کا خیال بھی ہو تو وہ قول جو منہ
 سلام نے خضر علیہ السلام سے کہا تھا یاد کرے جو یہ تھا ”ا
 ہلاکت اہل کشتی کے کشتی کو توڑ دیا تھا۔ گو اس طرح موسیٰ علیہ
 ، ابتداً خضر علیہ السلام کے حرکت کو مکروہ خیال کر کے کہا
 یقت چو مکروہ فعل شریعت باطن کے موافق تھا لہذا آخر پہرا
 مدین کی۔

اولاد کے آداب والدین کے ساتھ

لمحوظ رہے۔ ۳ اطاعت اگرچہ مفہوم (مگر یہ کہ حد محصیت تک پہنچ جائے)
 لازم سمجھے ۴ چلنے میں مانیاب پر سبقت نہ کرے ۵ والدین کے
 سامنے بندہ آواز سے گفتگو نہ کرے ۶ اگر والدین بلائیں تو کہے
 کہ جی حاضر ہوا یعنی بالفاظ تعظیم جواب دے ۷ ہر بات اور ہر کام
 میں والدین کے رضامندی کا خیال رہے ۸ والدین کے ساتھ
 بعجز و تواضع پیش آئے۔ انکی خدمت خود کرے ۹ والدین پر کسی بات
 کی منت نہ کرے ۱۰ کبھی اونپر تنبیہ غضب نہ دیکھے ۱۱ ترش روی نہ
 نہ پیش آئے ۱۲ بغیر اذن والدین کے سفر نہ کرے۔ ہر ایک انسان
 کے لئے استاد اور والدین کے بعد دوسرے لوگ تین قسم کے ہیں
 دوست۔ جان بچان۔ اجنبی۔

آداب معاشرت اصناف خلق کیساتھ

پس اگر انسان کو اجنبیوں سے معاملہ پڑ جائے تو اسور ذیل کا لحاظ
 رکھے ۱ انکی گفتگو میں دخل نہ دیا جاوے ۲ اونکی بیہودہ باتیں
 مانگی نہ جائیں ۳ اگر اون کے زبان سے کچھ الفاظ ناپایم بھی سنے
 تو اس سے درگزر کرے۔ ۴ اون سے زیادہ رابطہ و ضبط

نہ بڑنا وین اور نہ اپنا کسی راز یا حال اون سے بیان کریں ہ اگر کوئی
فعل بد اون سے سرزد ہو تو بشرط امید قبول اوپر متنبہ کرے۔

احباب و اخوان کے ساتھ ملاقات رکھنے میں دو باتوں کا لحاظ
چاہئے۔ اول یہ کہ آیا وہ صحبت و محبت رکھنے کے لائق ہیں کہ

نہیں۔ کیونکہ ہر شخص دوستی کے لائق نہیں ہو سکتا۔ جناب سالتیب
صلعم فرماتے ہیں اَلْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالَفُ

یعنی یہ کہ انسان اپنے دوست کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔ اس لئے
جس سے دوستی کیجاسے پہلے اس کی حالت دریافت کیجاسے پھر حال

جب ایسا کسی رفیق ملجاسے تو پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ اس میں
شرایط مفصل ذیل ہیں کہ نہیں۔ عاقل ہو کیونکہ احمق کی صحبت سے

بجز وحشت اور قطع محبت کے کوئی نتیجہ ہی نہیں ہے۔ اور نیز یہ کہ
احمق سے سوائے مفرت کے نفع کی توقع نہیں۔ گو اس کے

نیت میں نفع پہنچا نا ہو۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

وَلَا تَصْبَحْ أَخَا الْجَهْلِ وَ إِيَّاكَ وَ إِيَّاكَ فَكَمْ مِنْ جَاهِلٍ أَرَدِي

صحبت مت رکھ جاہل سے اور بچا اپنے کو اس سے + بہت سے جاہلوں ہاں کیا کر

حَكِيمًا حِينَ وَاحَاةٌ • يِقَاسُ الْمَرْءُ بِالْمَرْءِ • إِذَا مَا الْمَرْءُ مَا تَشَاءُ • كَحَذَرِ

دانشمند کو جبکہ ادب دوستی لگائی قیاس کیا جاتا ہے آدمی آدمی کے ساتھ جبکہ اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مقابلہ

النَّصْلِ بِالنَّصْلِ إِذَا مَا التَّغْلُ حَاذَا • وَلِلشَّيْءِ مِنَ الشَّيْءِ مَقَالِسٌ •

کفش کا کفش سے کیا جاتا ہے جبکہ کفش مقابل ہو کفش کے ایک چیز کو دوسری چیز سے قیاس اور

وَاسْتِبَاةٌ • وَلِلْقَلْبِ عَلَى الْقَلْبِ • دَلِيلٌ حِينَ يَلْقَا •

ماشت کا موقع ہو اور دل کو دل سے راہ ہوتی ہے جب آبس میں طاقات ہو

۲ خلق۔ بدخلق سے قطع تعلق کرنا چاہئے بدخلق وہ ہے کہ جو غضب

شہوت کے وقت اپنے نفس پر حاوی نہ ہو سکے۔ چنانچہ علقمہ عطار دہی نے

وفات کے وقت اپنے صاحبزادہ کو کیا خوب نصیحت کی ہے۔ کہ امور قرینہ

تو ایسے شخص سے دوستی اختیار کر کہ جس سے تیرے مال و آدمی کی حفاظت

ہو۔ اور جس کی صحبت تیری زینت کا باعث ہو۔ اور وہ ایسا شخص ہو کہ

بوقت حاجت تیری اعانت کر سکے۔ اگر تو اوس کے ساتھ نیکی سے پیش آئے

تو وہ بھی تیرے ساتھ ویسا ہی سلوک کرے۔ تیری نیکیوں کا اظہار کرے

اور بدیوں کو چھپائے۔ اور جب کہ تیرے قول و فعل پر اعتبار ہو اور تیری

ترقی مناسب کا خواہان ہو۔ اور بالفرض اگر اختلاف اسے بھی ہو تیری

راے کو مقدم سمجھے۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اِنَّ اَخَاكَ
الْحَقُّ مَنْ كَانَ مَعَكَ وَمَنْ يَضُرُّ نَفْسَهُ لِيَنْفَعَكَ وَمَنْ اِذَا

وہ ہر چیز سے سادہ ہو اور تیرے نفع کیلئے اپنا نقصان بھی گرا دے اگر زمانہ

رَبِّ الزَّمَانِ صَدَقَكَ شَتَّتَ فَيْتَ شَمْلَهُ لِيَجْعَلَكَ -

سے کچھ بچ کر گزند پہنچے تو وہ ہر طرح کی پریشانی تری اطمینان کیلئے بردا

مرد صالح ہو۔ فاسق کی صحبت اختیار نہ کرنی چاہئے کیونکہ حسین شخص کے
دل میں خدا کا خوف ہو گا وہ کبھی گناہ کبیرہ پر اصرار نہ کرے گا۔ اور جب کو اللہ کا

دُور ہو گا وہ نفس کی شرارت سے بچ نہیں سکتا۔ اور بہت جلد اس کی حالت

پر لٹی جاتی ہے۔ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُطِيعُ

مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ۔ وَكَانَ أَمْرُهُ فَرْطًا۔

جناب یار می عزائمہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ اسی محمد تم امت اطاعت کرو اس شخص

کی کہ جس کا دل اللہ کے ذکر سے غافل ہو۔ اور صرف ہو اسی نفسانی میں مبتلا

ہے کہ ایسی شخص کا انجام تباہی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ فاسق لائق

صحبت نہیں ہے۔ ہمیشہ فسق و معصیت کا دیکھنا دیکھنا کو دیتا ہے۔ کیونکہ

کثرتِ غور سے گناہ کے ہیبت دل سے جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ غیبت

کہ بھی لوگ کچھ نظر عظمت سے نہیں دیکھتے حالانکہ وہ بڑی بلا ہے۔ اور بدترین معائب و گناہ سے ہے۔ حتیٰ کہ ایک عالم کو حریر و طلا کا استعمال جس طرح نابایز ہو اس سے بھی غیبت بُری ہے۔

۴۔ حریمِ نحو۔ حریم کی صحبت بھی سم قاتل ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ انسان بطبع تشبہ اور اقتدار پر مجبور ہے۔ جیسی صحبت ہو ویسا رنگ آجاتا ہے۔ بلکہ اکثر طبعِ سلیم طبعِ فاسد کے متبع ہو جاتا ہے۔ اور صاحبِ طبعِ سلیم کو اسکی غیر بھی نہیں ہوتے۔ پس اگر حریم کی صحبت اختیار کر دو گے تو تم بھی حریم ہو جاؤ گے۔ اور اگر زناہ کی صحبت اختیار کر دو گے تو زناہ بن جاؤ گے۔ جناب علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ اَحْيُوا الطَّاعَاتِ بِمُجَالِسَةِ مَنْ يَسْتَحْيِي مِثْلَهُ یعنی زندہ کرو تم عبادت کو ان لوگوں کے صحبت سے جو عبادت سے زندہ ہیں یعنی اپنے اوقات کو عبادت میں بسر کرتی ہیں۔ ۵۔ صَادِقُ ہو۔ جھوٹے کی صحبت مت رکھو کیونکہ جھوٹے آدمی سے اکثر دھوکا ہوتا ہے۔ جھوٹی بات مثلِ سراب کے ہے کہ جس سے امورِ بعید قریب نظر آتے ہیں۔ اور قریب بعید۔ ان خصلتوں کے اختیار کرنے میں اکثر صحبتِ اہلِ مدارس (یعنی علما و طلباء) و اہلِ ساجد (زادہین) مارج

ہوتی ہے۔ پس دو یا تون میں سے ایک بات اختیار کر دیا تو عزلت و تنہائی کہ جو موجب سلامتی ہو یا دوستوں کے اخلاق کا اندازہ کر کے اون سے صحبت اختیار کر و۔

دوست تین قسم کے ہیں ایک دوست عقبی کہ جس میں سوامی دینداری کے تم کچھ نہ دیکھو گے۔ دوسرا دوست دنیا کہ جو اخلاق حسنہ سے آراستہ ہو تیسرا دوست مومن کہ جس میں کسی قسم کا شر و فساد نہ ہو ابو ذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِنْ جَلِيسِ السُّوءِ وَالْجَلِيسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِنَ الْوَحْدَةِ تنہائی بہ صحبت سے اچھی ہے اور اچھی صحبت تنہائی سے بہتر ہے۔ عوام الناس تین قسم کے ہیں ایک تو مثل غذا کے ہیں یعنی اون سے طبیعت سیر نہیں ہوتی یہ تو علما ہیں۔ اور دوسری مثل دوا کے ہیں کہ کبھی ادنیٰ ضرورت ہوتی ہے اور کبھی نہیں۔ تیسری مثل بیماری کے ہیں کہ ان کی احتیاج تو نہیں ہے مگر کبھی آدمی امین مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور وہ کہ جس سے نہ تو کچھ نفع ہو اور نہ موانعت جیسا فاسق۔ مبتدع۔ کذاب۔ عیثیہ۔ ایسے لوگوں سے تو لمباظ دفع شرعاً رات کرنی چاہئے۔ چنانچہ جناب رسالت مآب صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ مُكَارَاةُ النَّاسِ مَسْكَاةٌ۔

تالیف قلوب صدقہ ہے یعنی تالیف قلوب کا ثواب مثل ثواب صدقہ کے ہے۔ مگر جو لوگ کہ مثل بیماری کے ہیں اور کٹا وجود بھی مصلحت سے خالی نہیں ہے اور انکے دیکھنے سے انسان کو برے افعال پر آگہی ہوتی ہے اگر انسان میں مادہ عبرت ہو تو ایسے لوگوں سے بہت کچھ اثر پذیر ہو سکتا ہے۔ سعید دہلوی جو دوسروں کی نصیحت قبول کرے اَلْمُؤْمِنُ مِرَاةُ الْمُؤْمِنِ کی یہی معنی ہیں عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس نے ادب سکھلایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کسی نے ادب نہیں سکھلایا مگر یہ کہ میں جاہلون کو دیکھتا ہوں اور عبرت حاصل کرتا ہوں۔ حقیقت میں آپ کا قول بہت سچا ہے اگر لوگ بُرے افعال و اقوال سے بچیں تو ان کا ادب مکمل ہو جائیگا اور کبھی ان کو تعلیم کے حاجت نہ رہے گی۔

بیان رعایت حقوق صحبت

جب تک کسی سے مصاحبت و محبت ہو تو تم کو آداب صحبت کا لحاظ رکھنا چاہی ضرور ہے اگرچہ آداب صحبت بہت ہیں مگر مختصر کچھ ذکر کئے جاتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مَثَلُ الْاَخَوَيْنِ مَثَلُ الْيَدَيْنِ تَغْسِلُ احدهما الآخری۔ دو دوست مثل دو ہاتھ کے ہیں جو ایک

دوسرے کو دہوتا ہے ایک مرتبہ حضرت ایک باغچہ میں تشریف لگے اور وہاں سے دوسواک لئے ایک سیدھا اور ایک تیرا تیرا تو اپنے لئے رکھے اور سیدھا بعض اصحاب کو جو ہمراہ تھے عنایت فرمائے تو صحابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے تو آپ ہم سے زیادہ تر مستحق تھے تو آپ نے فرمایا کہ جب کسیکو کسی سے ملاقات و مصاحبت ہوتی ہو تو اگرچہ وہ صحبت لگتا کی بھی ہو۔ مگر اس کی نسبت حق اللہ کی نگہبانی یا عدم نگہبانی کا سوال ہو گا یعنی حقوق صحبت کا اور نیز جناب رسالت مآب فرماتے ہیں کہ جب دو شخص آپس میں دوست ہوں تو خدا کے پاس زیادہ تر وہ شخص محبوب ہی جو اپنے دوست کے ساتھ زیادہ رعایت سے پیش آتا ہو۔

آداب صحبت

- ۱ ایثار مال۔ اگر ایثار نہ ہو سکے تو جب قدر ممکن ہو حاجت کے وقت نہ کرے
- ۲ اعانت ذاتی بطیب خاطر بلا در خواست ۳ حفاظت راز و ستر عیوب اور ایسی چیز کے معلوم کرانے سے سکوت کرنا کہ جس سے اپنے دوست کی ناخوشی کا احتمال ہو۔ ۴ اگر لوگ اپنے دوست کی تعریف کریں تو اس کا اظہار اپنے دوست پر کرنا اور خود بھی اس سے خوش ہونا

۵ اگر اپنے دوست کے متعدد نام ہوں تو جو نام اوسکو مرغوب ہو اوسے
 پکارنا اور اوس کے محاسن کا ذکر بلا افراط و تفریط کرنا۔ نیک افعال کی
 ستائش کی اور برائیوں سے درگزرنا۔ اور بشرط ضرورت بہ مطلق و مدارا
 نصیحت کرنا ۶ دوست کے قصور سے (باوجود قدرت انتقام)
 درگزر کرنا اور کسی قسم کی ملامت نہ کرنی ۷ غائبانہ اپنے دوست کیلئے
 (خواہ زندگی میں ہو یا بعد موت) دعا سے خیر کرنا۔ کہ ایسی دعا کبھی و
 نہیں ہوتی ۸ دوست کے اہل و عیال سے (بعد وفات دوست) اور
 عزیز و قریب سے اسی محبت و مروت سے پیش آنا جیسا کہ زندگی میں
 عادت ہو ۹ دوست کو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا۔ تا باسکان دوست کے
 مشکلات میں مدد کرنا۔ جاہ و مال کے حاصل کرنے میں اپنے دوست
 سے استمداد نہ چاہنا کہ اس سے کثرت پیدا ہوتا ہے۔ جس بات میں اپنے
 دوست کی خوشی ہو اوس میں اپنی بھی خوشی سمجھنا۔ اور جس میں اوس کی
 ناخوشی ہو اوس سے خود بھی ناخوش ہونا۔ پس جب تک اس قسم کا
 برتاؤ سرا و علانیہ نہ ہو اوس وقت تک آدمی درجہ اخلاص میں کامل نہیں
 ہوتا۔ حاصل یہ کہ محبت و مروت قاصداً لوجه اللہ ہو۔ کیونکہ بغیر اس کے

اس قسم کے رعایتوں کا ملحوظ رکھنا از قبیل محالات ہر ۱۰ اگر دوست سے ملاقات ہو تو پہلے آپ سلام کرنا۔ مجلس میں اپنے دوست کو اچھی جگہ دینا ۱۱ جب دوست سے ملاقات ہو تو حالت دوست کی اتباع کرنا۔ مثلاً اگر دوست کہڑا ہو تو خود بھی تعظیماً کہڑے رہنا ۱۲ جب تک دوست گفتگو کرتے رہے آپ خاموش رہنا اور قطع سخن نہ کرنا۔ حاصل کلام اپنے دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جو سیطرہ ناگوار نہ ہو۔ پس سطرہ شخص اپنے دوست کے ساتھ مدارات نہ کرے وہ دنیا اور آخرت کے دباں میں مبتلا ہوگا۔ یہاں تک تو عوام الناس اور احباب کے ساتھ برتاؤ کر سکا ذکر ہوا۔ اب اون لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جن سے فقط تعارف ہو یعنی وہ لوگ جو نہ برتہ اصدقا ہوں اور نہ عوام بلکہ شناسا ہوں ایسے لوگوں سے ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ دوست تو ہر حال میں سعین ہوگا۔ اور جس سے کسی قسم کا تعارف ہی نہ ہو وہ تو کسی حاملہ میں دخل ہی نہ لگا۔ مگر جو لوگ شناسا ہوں اور بظاہر دوستی کا دم بہرتے ہیں انہیں سے ہر قسم کے نقصان کا اندیشہ ہی ایسے لوگوں جہاں تک ممکن ہو اپنی صحبت کو کم کرنا چاہئے۔ اگر بالفرض آدمی ایسے لوگوں میں کہیں

(مثلاً درس گاہوں میں یا مساجد میں یا بازار وغیرہ میں) پہن جاسے تو کبھی ان کو بنظر حقارت نہ دیکھے گو بظاہر وہ خفیف و حقیر ہی ہوں کیونکہ ممکن ہے کہ خدا کے پاس اونکی منزلت زیادہ ہو۔ اور ایسے لوگوں کو اونچے تمول اور وجاہت دینی کے لحاظ سے بنظر عظمت دیکھنا بھی منع ہے کہ حب دنیا میں گرفتار نہ ہو جائے جو باعث ہلاکت ہے۔ جناب رسالت ﷺ فرماتے ہیں کہ مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيِّ لِقْنَاكَ ذَهَبٌ ثَلَاثَ دِينَارٍ۔ جو شخص کسی تو نگر کے مدارات صرف اوسکی مالداری کے وجہ سے کرے تو اوس کے دین سے دو ثلث گہٹ جائیگے۔ خدا کے پاس دنیا و دنیاویا کی کچھ بھی قدر و منزلت نہیں ہے۔ پس انکو اس بات سے پر حذر رہنا چاہئے کہ حصول دنیا کے فکر میں کہیں دین برباد نہ ہو جائے۔ وگرنہ بڑا دکھاوے کے سامنے خفت و رسوائی ہوگی اور اس طمع سے خود اہل دنیا کے پاس تم ذلیل ہو جاؤ گے اور اون سے تمہیں کوئی نفع نہوگا۔ اور جو لوگ کہ صرف مالداری کے لحاظ سے تمہاری خاطر و مدارات کریں اور تعظیم و تکریم پیش آئیں وہ بہر و سند کے لائق نہیں ہیں کیونکہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ سچی محبت کرنے والے بہت کم ہیں اور امید

ہنہیں کہ حاضر و غائب لوگ کسی سے کیسا ن لطف و مہربانی کے ساتھ برتاؤ کرنا
اکثر غایب نہ شکایت ہو جاتی ہو اور ایسا ہونا بعید از قیاس بھی ہنہیں ہے۔ کہہ نہ
جب ہم انصاف کی نظر سے دیکھیں تو ضرور سب بات کا اعتراف کرنا ہوگا کہ
ہم بھی دوسروں کے نسبت ایسا ہی پیش آتے ہیں بلکہ اپنے والدین
اور عزیز واقارب اور اساتذہ کے ساتھ بھی ایسے ایسے امور کا اغتساب
کرتے ہیں جو شاید کبھی بالمشافہہ ذکر نہ کر سکیں گے۔ پس اگر کوئی ہمارے بھی
شکایت کرے تو کیا عجب ہے۔

اہل دنیا سے مال و جاہ اور اعانت کے توقع کو بھی قطع کرنا چاہئے کیونکہ
طامع اپنے مقاصد کو کم حاصل کرتا ہی بلکہ حقد طمع نہ اید ہوگی اور سقندر
ذلت حاصل ہوگی۔ اگر کسی نے اسحاق مرام میں تائید کی ہو تو خدا کا بھی شکر
ادا کرو۔ اور اس متوسل کا بھی کیونکہ تعبیر ادا کرنے شکر متوسل کے خدا کا
شکر بھی مکمل نہیں ہوتا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مَنْ لَمْ يَشْكُرِ النَّاسَ
لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی جو بندہ ن کا شکر ادا نہیں کرتا وہ خدا کا بھی شکر
ادا نہیں کرتا۔ اور اگر کسی تائید سے پہلو تھی بھی کرے تو اس سے
نہ تو ناخوش ہونا چاہئے۔ اور نہ شکایت کرنی چاہئے کیونکہ مسلمان کے

تو یہ تعریف ہے کہ دوسروں کے عذر کو قبول کرے۔ اور منافق وہ ہے کہ جو محض لوگوں کی عیب چینی کرے۔ ایسی حالت میں تو صرف یہ خیال کر لینا مناسب ہوگا کہ یہ عدم تائید شاید کسی ایسے عذر خاص پر محمول ہے کہ جس سے ہمیں آگہی نہیں ہے۔ اور جب تک کہ اس بات کا ثبوت یقینی نہ ہو کہ ہماری نصیحت غیر کے حق میں اثر پذیر ہوگی اور سوقت تک کسیکو نصیحت بھی نہ کرنی چاہئے۔ والا نفاض پیدا ہو جائیگا۔ اور لوگ بیفائدہ دشمن بن جائیں گے۔ اگر اہل تعارف کسی مسئلہ میں خطا کریں اور پھر تم سے اس کے معلوم کرنے میں بھی تنگ و عار کریں تو او کو تعلیم بھی نہ دینا چاہئے کیونکہ ایسے لوگ اس شعر کے مصداق ہیں کہ کس نیا موخت علم تیرا ز من کہ مرا عاقبت نشانہ نکر و + اور اگر کسی مسئلہ کی لاعلمی محض کسی معصیت کی وجہ سے ہو جسکا ارتکاب جہالت سے ہو گیا ہے تو ضرور ایسے لوگوں کی تفہیم بلطف و مدار کرنی چاہئے۔

اگر کسی اہل ملاقات سے تمہارے حق میں کوئی نیکی ہو تو خدا کا شکر کرو کہ تم کو ایسے شخص کا دوست بنایا۔ اور اگر کچھ برائی دیکھو تو اللہ پر سونپو اور اس سے کنارہ کرو۔ مگر عتاب مت کرو۔ اور نہ یہ کہو کہ تم نے

ہمارے ساتھ اس طرح کا سلوک کیون کیا اور ہمارا لحاظ کیون نکلیا گیا کہ
 یہ محض حماقت کی علامت ہی۔ بڑا احمق وہ ہے کہ اپنے کو دوسروں سے
 اچھا سمجھے جب کوئی شخص تمہارے ساتھ برائی سے پیش آئے تو سمجھ لو
 کہ یا تو یہ صرف تمہارے افعال بد کی پاداش ہے جو تم سے کبھی (پیشتر)
 سرزد ہوئی ہیں۔ اس لئے انسان کو اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہنا
 چاہئے یا خدا کا عذاب تمہارے دنیا میں نازل ہوا ہے اسکا علاج بھی ہے کہ حق بات
 کو گو تلخ ہو بسبع قبول سنا کر دو۔ اور کلام باطل پر سکوت کیا کرو۔ لوگوں کے
 نیکیوں کو ظاہر کر دو اور برائیوں سے چشم پوشی اختیار کرو۔ علما کے صحبت
 سے ہڈ کر دو۔ خصوصاً ایسے عالموں کے صحبت سے جو مجاہدہ میں مبتلا ہیں۔ کہ
 یہ لوگ اکثر اپنے حسد کے وجہ سے دوسروں کے لئے حوادثِ دہر کا
 انتظار کرتے رہتے ہیں اور اپنے وہم کے پردے میں قطع محبت بھی
 کر دیتے ہیں اور تمہاری رسوائی کا اپنی صحبت و مجلس میں مضحکہ کیا کرتے
 ہیں۔ حتیٰ کہ ان خیالی ذلتوں کا استعمال اس شہرت سے کرتی ہیں کہ گویا
 ادھنوں نے سنگِ ملامت تمہارے منہ پر پھینک مارا۔ یہ لوگ منظرہ
 کے وقت کبھی دوسرے کے بات کو فروغ ہونے نہ دینگے۔ اور کبھی

کیسکی خطا سے درگزر نہ کریں گے اور کسی کے عیب کو معاف نہ فرمائیں گے
بلکہ ادنیٰ ادنیٰ عیب کو ظاہر کریں گے۔ غیر کے تہوڑے سے منفعت پر اسکا دل
جلیگا۔ اور کام کے تہمتیں اور بہتا نین او کے قراک میں باندھیں گے۔
بطور توبہ نفع رسان معلوم ہوں گے اور باطلان اسے مضرت پہونچگی بہر حال
جو کچھ کہ اہمکت ذکر ہو چکا یہ سب یہی امور ہیں۔ ان مہلکات سے
وہی بچ سکتا ہی جسکو خدا بچا ہے پس ایسے لوگوں کے صحبت میں ہونا
فقہان و خسارت کے کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ اور یہہ ایسی کہلی ہوئی
باتیں ہیں کہ جس کا ہر شخص اعتراف کر سکتا ہے۔ قاضی ابن معروف رحمۃ اللہ
نے اس مضمون کو کیا خوب نظم کیا ہے۔

فَاَحْذَرُ عَدُوَّكَ مَرَّةً وَاحْذَرُ صَدِيقَكَ الْفَرَّةً

دشمن سے تو ایک بار خوف کر اور دوست سے ہزار بار

فَلَرُبَّمَا انْقَلَبَ الصَّدِيقُ فَكَانَ اَعْرَفُ بِالْمُضَرَّةِ

پس جب دوست اپنی دوستی سے پہر جائے تو مضرت پہونچانے کے عمدہ طریقہ کو جانے

اسی طرح ابن تمام نے بھی کیا اچھا لکھا ہے

عَدُوُّكَ مِنْ صَدِيقِكَ مُسْتَفَادٌ فَلَا تَسْتَكْثِرَنَّ مِنَ الصَّاحِبِ

تیرے دشمن تیرے دوست سے مستفاد ہے پس دوستوں کی تعداد کو مست بڑھا

فَإِنَّ الدَّاءَ أَكْثَرُ مَسَارًا ۖ يَكُونُ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ

اکثر بیماریاں جو تم دیکھتے ہو کہانے پینے سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اگر بھلائی چاہتے ہو تو ہلال بن علاء رقی کے قول پر کار بند رہو۔

لَمَّا عَفُوْتُ وَلَمْ أَحْقِدْ عَلَى أَحَدٍ ۖ أَرَحَتْ نَفْسِي مِنْ هَمِّ الْعُدَاوَةِ ۖ

جب میں کسی کی خطا معاف کرنا ہوں اور کسی پر کڑی نہ کرنا تو میرا نفس دشمنی کے تکلیفات سے محفوظ رہتا ہے۔

إِنِّي أَحْيَى عَدُوِّي عِنْدَ دُوَيْتِهِ ۖ

برہنہ میں دشمن کو خوش کرتا ہوں ہجرہ کے دیکھنے کے

وَأَظْهَرُ الْبُشْرَى لِلْإِنْسَانِ الْغَضَبُ ۖ

کڑا دہ روی بیش آتا ہوں دشمن کے غم سے بچنے کے

وَلَسْتُ أَسْأَلُ مَنْ لَسْتُ أَعْرِفُهُ ۖ

جیکہ کھوا جنبوں سے ہی پچھاں ملتا ہے تو

النَّاسُ دَاءٌ دَوَاءُ النَّاسِ تَرْكُهُمْ ۖ

لوگوں میں بیماری کے ہیں اسکا علاج ترکِ صحبت ہے

فَسَالِمُ النَّاسِ سَلَامٌ مِنْ غَوَائِلِهِمْ ۖ

جو شخص انکی شرارتوں سے بچا رہے محفوظ رہتا ہے

وَكُنْ حَرِيصًا عَلَى كَسْبِ النِّقَيَاتِ ۖ

امور اعلیٰ گوشہ گیری زیادہ اختیار کرو

وَخَالِقَ النَّاسِ وَاصْبِرْ مَا بَلَغَكَ
اصْمُ اَبْكُمْ اَعْمَى ذَا الْقِيَّاتِ

لوگوں کے مرنے پر اور ان کے جو کچھ واقع ہوا بردہ کر
چپ ہو بہر اور اندہ بجا و ہر کیف اپنے کو بچاؤ

اور نیز بعض حکما کے ان اقوال پر عمل کرو۔ دوست و دشمن سے یکساں خوشی مٹاؤ
نہ اس کے لئے کسی ذلت کا سامان مہیا کرو اور نہ اداں سے کچھ خوف کرو
و قار و تواضع کو ہاتھ سے جانے مت دو مگر وقار میں کبر اور تواضع
میں ذلت نہ ہو ہر چیز کا برتاو اعتدال کے ساتھ کرو افراط و تفریط مذموم
کما قیل

عَلَيْكَ بِأَوْسَاطِ الْأُمُورِ فَإِنَّهَا
طَرِيقٌ إِلَى تَحَقُّقِ الصِّرَاطِ قَوِيمٌ

لازم کرو تم اعتدال کہ وہ
راہ راست پر پہنچنے کا ذریعہ ہے

وَلَا تَأْكُفْ فِيهَا مَقْرَطًا وَهَفَاطًا
فَإِنَّ كِلَاهِنِ الْأُمُورِ ذَمِيمٌ

اپنے کاموں میں افراط و تفریط مت کرو
کہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں

چلنے کے وقت غرور کے ساتھ سید ہے یا بین طرف اور پیچھے پلٹ

پلٹ کر مت دیکھو۔ اگر کہیں مجمع دیکھو تو بغیر حاجت کے مت ٹھرو۔ اگر کسی

مجلس میں بیٹھو تو اطمینان کے ساتھ بیٹھو متوشانہ مت بیٹھو۔ ماٹون کی

انگلیوں کو با یکدیگر مت ملاؤ کہ اس سے اکثر انگلی آتی ہے جو فعل شیطانی ہے

ادارہ میں بیفائدہ انگلیان ڈالنا اور انگشتی کو پیراستہ رہنے
 دانتوں میں خلل کرنا۔ ٹاکہیں اور انگلیان ڈالنا۔ کثرت ہو کر۔ بار
 نیان لینا سنبہ پر سے کہیں ان اوڑنا منع ہے۔ رینٹ اور بلغم کے
 تے میں بھی احتیاط چاہئے مجلس میں یہ بھی ضرور ہے کہ بالکل سک
 رکشی قسم کا بلوا نہ ہو گفتگو بھی سنجیدہ اور سادگی کے ساتھ ہو۔ مخا
 ے ساتھ توجہ رہے۔ استماع کلام کے وقت ہمتیاب ظاہر نہ ہو۔
 سے ایک ہی بات کا استدراک بھی نہ ہو کہ عیب میں داخل۔
 دل و مضحکہ آمیز گفتگو سے محترز رہے۔ اپنی اولاد یا شعر و سخن لکھنا
 یق کی ستائش خود آپ کرنا عیوب ہے۔ بلکہ جو چیز اپنی ذات سے خا
 ہی ہو اسکی بھی تعریف کرنی نہ چاہئے عورتوں کے مانند تزیئ
 خواہش یا مبتذل لباس پہنا سرمہ کا زیادہ استعمال۔ بالوں میں
 لگانا نہ چاہئے۔ لوگوں کے پاس ہمیشہ حاجت پیش کرنا نہ چاہئے
 لی ترغیب بھی مت دو۔ اپنے عیال کو دوسروں کے تشخیص
 بان مت دلاؤ کہ اس میں دو قیاحین ہیں۔ ایک تو یہ کہ مثلاً جب

یہ کہ اگر کسی کو ذی مرتبت پائیگے تو اوس سے اپنے دل میں کہنچا کرینگے
 اور نیز اگر ان سے کچھ خطا ہو جائے تو نرمی کے ساتھ درگزر کر دے۔ او
 مہربانی بھی اعتدال کے ساتھ کر دے۔ خدمت گار و حواشی کے ساتھ ٹٹھا
 مت کر دے۔ کہ اس سے رعب و داب میں فرق آتا ہی۔ کسی سے جھگڑا
 ہو جائے تو حلم کو ہاتھ سے جاتے مت دو جہالت کو کام میں مت لاؤ
 تعجیل کار سے پرہیز کر دے۔ جواب سمجھ کر دیا کر دے۔ جھگڑے کی وقت بار بار تہمت
 سے اشارہ نہ کر دے۔ اور اگر کوئی پس پشت ہو تو اوس کے طرف التفات
 مت کر دے۔ اور نیز جھگڑے کے وقت پنڈلیوں پرست بیٹھو۔ جب تک
 غصہ کم نہ ہو بات مت کر دے۔ تقرب سلطانی سے ڈر دے۔ وہ دوست جو
 تمہاری خوشحالی کا رفیق ہو (جیسے تو نگری اور صحت) اور برے وقت
 میں کام نہ آئے (یعنی حالت افلاس و مرض میں) اوس سے پرہیز
 کیا کرو کہ وہ بڑا دشمن ہی۔ مال کو جان سے زیادہ عزیز مت رکھو۔
 المختصر ہائیک جن ایواب کا ذکر ہو چکا ہی وہ ہدایت کیلئے کافی
 ہے اگر بغرض کچھ باقی ہی تو صرف یہی ہے کہ انکا تجربہ کیا جائے پس
 ہدایت کے متعلق گواہین باتین بیان ہوین ہیں۔ آداب طاعت۔ ترک مہی

مخالفت خلق۔ ان تینوں چیزوں کے مجموعہ کو تقویٰ۔ دین کامل۔
 زاد آخرت سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ پس اگر ان امور کے طرف
 طبیعت کا میلان ہو۔ اور نفس میں انکی حصول اور عمل کے جانب رغبت
 پائی جائے تو سمجھئے کہ مادہ عبودیت ہی امید ہے کہ خدا تعالیٰ ایمان کامل
 سے دلکو منور کر دے۔

چونکہ اس کتاب میں ہدایات و نہایات دونوں باتوں کا ذکر ہو چکا ہے تو
 نہایت ہدایت کے بعد اسرار و غوامض اور علوم باطنہ اور کاشفات کا
 مرتبہ ہے۔ جسکا ذکر احیاء العلوم میں ہو جو دہی۔ اگر شوق ہو تو اس کے طرف
 رجوع کرو۔ اور اگر صرف انہیں اعمال و وظائف کا اختیار کرنا جو اس کتاب میں
 مذکور ہو ہی ہیں گران معلوم ہو اور تنفر پایا جائے۔ اور نیز یہ خیال پیدا ہو
 کہ بہلا اس علم سے ہمیں مناظرہ و غیرہ میں کیا مدد ملے گی۔ اور اپنا جتن
 پر کیا سرمایہ ہو سکیگی۔ حصول تقرب و زرا و سلاطین اور مناصب و غیرہ
 میں اس سے کیا تا ئید مل سکیگی تو سمجھ لو کہ شیطان بہتین غارت کیا جاتا ہے
 اور آخرت کی بہلائی سے محروم رکھنے کے درپے ہے۔ اور نکو ایسی علوم
 کے ترغیب دیا جاتا ہے کہ جس کو تم اپنے خیال میں مفید سمجھتے ہو

مگر یقین جانو کہ وہ سرمایہ تباہی و بربادی کا ہے۔ اور نغیم دایم یعنی جوار
 رب العالمین سے باز رہنے کی تدبیر ہے۔ وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
 وَبَرَکَاتُہُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلًا وَاٰخِرًا وَاٰخِرًا وَاٰخِرًا وَاٰخِرًا
 وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
 وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

صحیح نامہ

| نمبر | غلط | صحیح | نمبر | غلط | صحیح |
|------|----------------------|----------------------|------|-----------------|-----------------|
| ۱۱ | مَا تَقَرَّبَ | مَا تَقَرَّبَ | ۸ | هَذَا لَيَوْمَ | هَذَا لَيَوْمَ |
| ۱۲ | مَا افترضت | مَا افترضت | ۱۱ | مَا | مَا |
| ۱۳ | فَاِذَا احْبَبْتُهُ | فَاِذَا احْبَبْتُهُ | ۱۲ | فِي | فِي |
| ۱۴ | يَنْطِقُ | يَنْطِقُ | ۱۳ | مَا يَنْفَعُنِي | مَا يَنْفَعُنِي |
| ۱۵ | يَبْطِشُ | يَبْطِشُ | ۱۴ | مِنَ الْبِقَانِ | مِنَ الْبِقَانِ |
| ۱۶ | اصْبَحْنَا | اصْبَحْنَا | ۱۵ | شَقَّ | اَنَّ اشَقَّ |
| ۱۷ | وَاَصْبَحَ الْمَلَكُ | وَاَصْبَحَ الْمَلَكُ | ۱۶ | يَكْتَبُ | يَكْتَبُ |
| ۱۸ | اصْبَحْنَا | اصْبَحْنَا | ۱۷ | بِالْقَوْلِ | بِالْقَوْلِ |
| ۱۹ | مَا | مَا | ۱۸ | اَزَحْنِي | اَزَحْنِي |

| صفحة | سطر | غلط | صحح | صفحة | سطر | غلط | صحح |
|------|-------|--------------|--------------|------|-----|---------------|---------------|
| ١٨ | ٢ | تُعْطِنِي | تُعْطِينِي | ٢٩ | ٦ | سَم | سَم |
| " | ١٠ | اَسْمَعِنِي | اَسْمَعِنِي | ٣٠ | ٣-٢ | كَلَه | كَلَه |
| " | ١٢ | السَّلَاسِلِ | السَّلَاسِلِ | " | " | عَاجِلَه | عَاجِلَه |
| " | عاشية | بينه بال | . | " | " | أَجِلَه | أَجِلَه |
| ١٩ | ٥ | تَزَلْ | تَزَلْ | " | " | تَقَرَّبْ | تَقَرَّبْ |
| " | " | تَزَلْ | تَزَلْ | " | " | عَبْدَكَ | عَبْدَكَ |
| " | ١٧ | وَأَسْمِعْكَ | وَأَسْمِعْكَ | " | " | نَبِيَّكَ | نَبِيَّكَ |
| ٢٢ | ٥ | مَشَايَ | مَشَايَ | " | ٨ | رُسَدَا | رُسَدَا |
| " | ٦ | سَمْعَةً | سَمْعَةً | " | ١٠ | ذَ الْبَلَالِ | ذَ الْبَلَالِ |
| " | " | إِنْقَاءَ | إِنْقَاءَ | " | ١٢ | تَكَلَّنِي | تَكَلَّنِي |
| " | ٦ | وَابْتِغَاءَ | وَابْتِغَاءَ | " | ١٣ | أَمَلِجْ | أَمَلِجْ |
| ٢٩ | ١ | وَالْبَعَثَ | وَالْبَعَثَ | " | " | كَلَه | كَلَه |
| " | ٢ | وَعَدْتُ | وَعَدْتُ | ٣٠ | ١٧ | أَصْبَحْتُ | أَصْبَحْتُ |
| " | " | أَرْحَمَ | أَرْحَمَ | " | ١٥ | أَمَلِكْ | أَمَلِكْ |

| صح | غلط | صفو | سطر | صح | غلط | صفو | سطر |
|-------------------|-------------------|-----|-----|-----------------|-----------------|-----|-----|
| أَيْقَظَنِي | أَيْقَظَنِي | ٨ | ٢٥ | فَقِيرٌ | فَقِيرٌ | ٢ | ٣١ |
| وَأَسْتَعْمِلَنِي | وَأَسْتَعْمِلَنِي | " | " | أَفْقَرُ | فَقْرٌ | " | " |
| تَبْعِدَنِي | تَبْعِدَنِي | ٩ | " | غَنِيٌّ | غَنِيٌّ | " | " |
| فَتُعْطِيَنِي | فَتُعْطِيَنِي | ١٠ | " | أَكْبَرُ | أَكْبَرُ | ٢ | " |
| وَجَهْتُ | وَجَهْتُ | ٢ | ٥٢ | مَبْلَغٌ | مَبْلَغٌ | " | " |
| رَبِّ | رَبِّ | ٢ | " | تَسْلُطٌ | تَسْلُطٌ | ٥ | " |
| الْجُمُعَةِ | الْجُمُعَةِ | ٣ | ٥٩ | لَا يَرْحَمُنِي | لَا يَرْحَمُنِي | " | " |
| أَغْنِيَنِي | أَغْنِيَنِي | ١ | ٦١ | سَلَّمَ | سَلَّمَ | ١ | ٣٦ |
| عَمَّنْ | عَمَّنْ | ٩ | " | لَا يَضُرُّ | لَا يَضُرُّ | ٢ | " |
| وَالْعَطَشُ | وَالْعَطَشُ | ٨ | ٦٣ | مَحَمَّدَانِ | مُحَمَّدَانِ | ٩ | ٣١ |
| لِخَوْفٍ | لِخَوْفٍ | ١٥ | ٦٣ | وَأَبْسَهُ | وَأَبْسَهُ | ٩ | " |
| لِلْجَنَّةِ | لِلْجَنَّةِ | ٨ | ٦٥ | وَعَدَّتْهُ | وَعَدَّتْهُ | ١٠ | " |
| الرَّيَّانُ | الرَّيَّانُ | ٩ | " | أَرْفَعَهُ | أَرْفَعَهُ | ١٣ | ٣٢ |
| أَيْدِيَهُمْ | أَيْدِيَهُمْ | ١٠ | ٦٦ | أَخِذْ | أَخِذْ | ١ | ٥٥ |
| أَرْجُلَهُمْ | أَرْجُلَهُمْ | " | " | أَقْضِ | أَقْضِ | ٢ | " |
| يَغِيبُ | يَغِيبُ | ١٣ | ٤٠ | مِمَّا هَا | مِمَّا هَا | ٥ | " |
| مِثًا | مِثًا | ١٢ | " | أَمِنَهَا | أَمِنَهَا | " | " |
| بَنِي | بَنِي | ٨ | ٤٣ | أَحْيَاهَا | أَحْيَاهَا | ٦ | " |

| صغير | سطر | غلط | صحيح | صغر | سطر | غلط | صحيح |
|------|-----|--------------------|---------------|-----|-----|------------------|------------------|
| ٤٢ | ١٠ | دوسرے کی بات کا اذ | . | ٨٤ | ١٣ | ذ قصدا | قصدا |
| - | ١١ | خدا تعالیٰ | خدا ہی تعالیٰ | " | " | أَصْبَحَ | أَصْبَحَ |
| ١٢ | ١٢ | دوسرے کی بات کا اذ | . | " | " | أَمْسَى | أَمْسَى |
| ٤٣ | ٤ | تَزَكُّوا | تَزَكُّوا | " | ١٢ | صَعِدَتْ | صَعِدَتْ |
| ٤٤ | ١٢ | غَيْرَ | غَيْرَ | " | ١٥ | زَكَّاهُ | زَكَّاهُ |
| ٨٢ | ١ | بَيْنَ | بَيْنَ | " | " | كَثَّرَهُ | كَثَّرَهُ |
| - | ١٠ | مَهْلَكَاتٍ | مَهْلَكَاتٍ | " | " | الْمُوكَلِّ | الْمُوكَلِّ |
| ٨٤ | ٤ | بِاسْتَادٍ | بِاسْتَادٍ | " | ٨٨ | وَجَّهَ | وَجَّهَ |
| " | " | آئَهُ | آئَهُ | " | ٢٣ | فَتَزَكَّاهُ | فَتَزَكَّاهُ |
| " | ٥ | لِمَعَاذٍ | لِمَعَاذٍ | " | " | فَقْفُوا | فَقْفُوا |
| " | " | حَدَّثَنِي | حَدَّثَنِي | " | ٢ | وَأَضْرِبُوا | وَأَضْرِبُوا |
| " | ٨ | مَعَاذُ | مَعَاذُ | " | " | وَجَّهَ | وَجَّهَ |
| " | " | إِنِّي | إِنِّي | " | ٥ | صَاحِبِهِ | صَاحِبِهِ |
| " | ٩ | تَفَعَّلَ | تَفَعَّلَ | " | " | أَدْعُ | أَدْعُ |
| " | " | صَبَّغَهُ | صَبَّغَهُ | " | ٦ | أَمْلَكَ الْفُضْ | أَمْلَكَ الْفُضْ |
| " | ١٠ | مَعَاذُ | مَعَاذُ | " | " | لِلْحَقِّقَةِ | لِلْحَقِّقَةِ |
| " | ١١ | سَبْعَةٌ | سَبْعَةٌ | " | ٩ | لِلْحَقِّقَةِ | لِلْحَقِّقَةِ |
| " | ١٢ | السَّيِّعُ | السَّيِّعُ | " | ١٠ | قَفُّوا | قَفُّوا |

| صفحہ | سطر | خط | صحیح | صفحہ | سطر | خط | صحیح |
|------|-----|---------------------|---------------------|------|-----|--------------------|--------------------|
| ۸۸ | ۱۰ | وَاضْرِبُوا | وَاضْرِبُوا | ۸۹ | ۹ | أَدْعُ | أَدْعُ |
| " | " | صَاحِبُهُ | صَاحِبُهُ | " | " | الْحِفْظَةُ | الْحِفْظَةُ |
| " | " | أَدْعُ | أَدْعُ | " | ۱۲ | قِفُوا وَاضْرِبُوا | قِفُوا وَاضْرِبُوا |
| " | ۱۳ | يَزْهَوُ | يَزْهَوُ | " | " | وَجْهَ | وَجْهَ |
| " | " | الْكُوكِبُ | الْكُوكِبُ | " | ۱۵ | أَدْعُ | أَدْعُ |
| " | " | الدَّرِي | الدَّرِي | " | ۹۰ | التَّخْلِ | التَّخْلِ |
| " | ۱۵ | قِفُوا | قِفُوا | " | ۴ | قِفُوا وَاضْرِبُوا | قِفُوا وَاضْرِبُوا |
| " | " | وَاضْرِبُوا | وَاضْرِبُوا | " | " | صَاحِبُهُ | صَاحِبُهُ |
| " | ۱ | وَجْهَ | وَجْهَ | " | ۵ | وَاضْرِبُوا | وَاضْرِبُوا |
| " | " | صَاحِبُهُ | صَاحِبُهُ | " | ۶ | كُلُّ | كُلُّ |
| " | " | ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ | ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ | " | " | عَيْنُ | عَيْنُ |
| " | ۲ | أَدْعُ | أَدْعُ | " | ۸ | أَدْعُ | أَدْعُ |
| " | ۵ | بَعْلَاهَا | بَعْلَاهَا | " | ۱۰ | الرَّأْيُ | الرَّأْيُ |
| " | " | قِفُوا وَاضْرِبُوا | قِفُوا وَاضْرِبُوا | " | ۱۱ | خَلَقَ | خَلَقَ |
| " | ۶ | وَجْهَ صَاحِبِهِ | وَجْهَ صَاحِبِهِ | " | " | صَمِتَ | صَمِتَ |
| " | " | كُلُّ | كُلُّ | " | " | ذَكَرَ لِلَّهِ | ذَكَرَ لِلَّهِ |
| " | " | يَا خُذْ | يَا خُذْ | " | ۱۲ | فَتَشِيعَهُ | فَتَشِيعَهُ |
| " | ۸ | يَقَعُ | يَقَعُ | " | ۹۰ | الْحَبُّ | الْحَبُّ |

| ص | ع | س | ص | ع | س | ص | ع |
|-------------------|-------------------|----|-----|-------------------|-------------------|----|----|
| مَعَادُ | مَعَادُ | ١٣ | ٩١ | كَلَمَا | كَلَمَا | ١٣ | ٩٠ |
| الَّتَحْمُ | الَّتَحْمُ | ١٢ | .. | الْمَخْلَصِ | الْمَخْلَصِ | ١٢ | .. |
| يَطِيقُ | يَطِيقُ | ١٥ | .. | السَّمَوَاتِ | السَّمَوَاتِ | ٢ | ٩١ |
| مَعَادُ | مَعَادُ | .. | .. | مَعَادُ | مَعَادُ | .. | .. |
| تَكْرَهُ | تَكْرَهُ | ٢ | ٩٢ | مَعَادُ | مَعَادُ | ٣ | .. |
| مَعَادُ | مَعَادُ | ٣ | .. | .. | .. | ٣ | .. |
| أَرَدِي | أَرَدِي | ١٣ | ١٠١ | أَقْتَدِي | أَقْتَدِي | .. | .. |
| نَشَاءُ | نَشَاءُ | ٣ | ١٠٢ | نَقْصُ | نَقْصُ | ٥ | .. |
| مَقَائِسُ | مَقَائِسُ | ٣ | .. | أَخَوَانِكَ | أَخَوَانِكَ | ٢ | .. |
| صَدَعَكَ | صَدَعَكَ | ٣ | ١٠٤ | وَلَا | وَلَا | .. | .. |
| شَتَّ | شَتَّ | .. | .. | نَفْسِكَ | نَفْسِكَ | .. | .. |
| قَلْبُهُ | قَلْبُهُ | ١٠ | .. | بَدَنُهُ | بَدَنُهُ | .. | .. |
| أَمْرُهُ قَرِيبًا | أَمْرُهُ قَرِيبًا | .. | .. | تَسْكُنُ | تَسْكُنُ | .. | .. |
| عَدُوُّكَ | عَدُوُّكَ | ١٠ | ١١٠ | يَحْذَرُ النَّاسَ | يَحْذَرُ النَّاسَ | .. | .. |
| الصِّدِّيقُ | الصِّدِّيقُ | ١٢ | .. | خَلْقِكَ | خَلْقِكَ | .. | .. |
| بِالْمَصْرِ | بِالْمَصْرِ | .. | .. | تَنَاجٍ | تَنَاجٍ | .. | .. |
| صَدِيقُكَ | صَدِيقُكَ | ١٥ | .. | فَتَقَطِّعُ | فَتَقَطِّعُ | .. | .. |
| تَسْكُرُونَ | تَسْكُرُونَ | .. | .. | وَالنَّاسِطَاتِ | وَالنَّاسِطَاتِ | .. | .. |

